7

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصرَۃ الابرار

فی

جواب الاشتہار

-: تصنیف :-

مفتی غلام دستگیر قصوری حنفی نقشبندی

فہرست مضامین

وجہ تالیف رسالہ 421

پہلا سوال [متعلقہ مذہب، کتب مذہب احناف وغیرہ] 422

دوسرا سوال [مذاہب اربعہ میں سے کون ہدایت پر ہے؟] 423

تیسرا سوال [ایک ہی مذہب پر عمل کیوں؟] 424

پانچواں سوال [تقلید شخصی کے واجب ہونے کے دلائل] 425

بارہواں سوال [احناف واہل سنت سے خروج کے اسباب] 432

تیرہواں سوال [تہتر فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ کون؟] 434

چودہواں سوال [امام اعظم کی تصانیف وشاگردوں کا حال] 436

سولہواں سوال [کتب فقہ حنفی کے اردو تراجم کا حال] 438

اٹھارواں سوال [حدیث پر عمل کریں یا امام کے قول پر] 439

چوتھا سوال [عام شخص جو حدیث نا سمجھتا ہو، حدیث پر عمل کیسے کرے؟] 439

بیسواں سوال [کتب احناف کی چند عبارات کا جواب] 441

اُنیسواں سوال [وہابی کس کو کہتے ہیں؟] 450

بائیسواں سوال [کیا قرآن وحدیث پر عمل اماموں ہی کا کام تھا؟] 453

آٹھواں سوال 454

چھٹا سوال [شریعت وطریقت لازم وملزوم ہیں یا مخالف؟] 455

ساتواں سوال [قبر کا طواف کرنا، سجدہ کرنا وغیرہ کیسا؟] 457

سترہواں سوال [محفل میلاد کا حکم] 460

اکیسواں سوال [حضور ﷺ کو اللہ کا بندہ کہنا درست ہے یا نہیں؟] 463

چھبیسواں سوال [امام ضامن کا پیسہ باندھنا وغیرہ کا حکم] 464

اٹھائیسواں سوال [غنیۃ الطالبین کس کی تصنیف ہے؟] 465

465 نواں سوال[شیخ عبدالقادر جیلانی کا ملک الموت سے روحوں کی زنبیل چھین لینے والے واقعہ کا حکم]
467 دسواں سوال
467 بارہواں سوال
467 پندرہواں سوال
467 انتیسواں سوال
468 تیسواں سوال
478 تیئسواں سوال[دو حقیقی بہنوں سے نکاح کا حکم]
479 چوبیسواں اور پچیسواں سوال
480 ستائیسوں سوال[متعلقہ رسومات شادی وغیرہ]
480 تصدیقات علمائے کرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ ایک آٹھ ورقہ اشتہار سوالات من جانب عبدالوہاب معرفت محمد دین عرف چٹو پٹولی لاہوری کے مطبوعہ دیکھنے میں آیا جس کا جواب سائل نے قسمیں دے کر تمام علمائے اسلام سے طلب کیا ہے۔ اگرچہ ان سوالات سے ظاہر ہے کہ سائل کوئی غیر مقلد، کم علم، بے ادب شخص ہے جو علمائے دین کی توہین کرنی اور ادنیٰ بات پر کافر کہہ دینے کا معتاد ہے جیسا کہ صفحہ ۳ سطر ۸ ص ۱۱ کے حاشیہ سے ثابت ہے، تو ایسے شخص سے مخاطب ہونا خلافِ مصلحت ہے۔

نیز کئی سوالوں میں جو بابت تقلید شخصی اور اس کے متعلقات کے استفسار ہے تو اولاً جواب ان کے دینی مبسوط کتابوں میں درج ہیں۔ ثانیاً مدت سے ان لوگوں کے رد و جواب کے رسائل میں چھپ کر شائع ہو رہے ہیں جو منصف اور طالب حق کے لیے شافی و وافی ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کو طلب حق بالکل منظور نہیں، ہٹ دھرمی پر کمر باندھ کر صرف اپنے ہم مسلکوں کا دل خوش کرنا اور ان سے دُنیوی مفاد اٹھانا اور عوام اہل اسلام کا بہکانا منظور ہے، اس لیے اسی تقویم پارینہ کو پیش عوام کر رہے ہیں۔

پھر طرفہ تر یہ ہے کہ بنیاد ان کے مشرب کی محض افترا پردازی اور جعل سازی پر ہے، دوسرے فرق ضالہ سے اس بارے میں سبقت لے گئے ہیں جیسا کہ بیسواں سوال اس پر شاہد عادل ہے جس کو ایک نام کے مسلمان نے اس سے پیشتر بھی چھپوا کر نامۂ اعمال سیاہ کیا تھا اور کئی علمائے دین نے اس کے جوابات شائع کیے تھے۔

فقیر نے بھی رسالہ 'عروۃ المقلدین' کے اخیر اس کا رد لکھا تھا مگر یہ ناخدا ترس لوگ باز نہیں آتے۔ برائے نام مسلمان کہلا کر علاوہ بہتان بندی کے اسلام کو بدنام کیے جاتے ہیں، اس واسطے بھی ان کے رد و جواب میں کوئی فائدہ معتد بہا متصور نہیں ہے، مگر امت مرحومہ کی ہمدردی کی غرض سے فقیر کسی قدر تحریر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اہل اسلام کی ہدایت و اِستقامت کا وسیلہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

سوالات کی عبارت حاشیہ پر نقل کر کے جواب متن میں لکھے جائیں گے۔(۱) اول تقلید کے متعلق سوالات کا جواب لکھ کر باقی سوالات کے جواب بعد ازاں مرقوم ہوں گے کہ مناسب یہی ہے اور ضروری بیان بھی وہی ہے۔

پہلا سوال

آپ کا کیا مذہب ہے اور جس مذہب کو آپ نے چنا ہے اس کی کیا دلیل ہے اور آپ کے مذہب کی کون کون سی کتابیں معتبر ہیں جن پر آپ کا عمل ہے اور ان کو آپ خوب سمجھتے ہیں اور آپ کے مذہب کی کتابوں میں کوئی مسئلہ برخلاف کتاب وسنت کے بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ اس پر عمل کرو گے یا نہیں؟ اگر کرو گے تو کس دلیل سے۔ اور قیامت کو اللہ تعالیٰ کے آگے کیا عذر کرو گے۔ اگر نہیں کرو گے تو اپنے مذہب سے نکل جاؤ گے یا نہیں؟ (ص۲،۳)

جواب: ہمارا اہل سنت و جماعت کے چار مذہبوں سے حنفی مذہب ہے جس کی حقیت کی دلیل قرآن وحدیث واجماع امت ہے اور بیان اس کا قرآن مجید کی تفسیروں اور احادیث کی شرحوں اور اصول فقہ کی کتابوں میں شرح وار موجود ہے اور فقیر نے بھی رسالہ 'تصریح ابحاث فرید کوٹ' میں بقدر ضرورت اس امر کو مدلل لکھا ہے جو چھیاسٹھ (٦٦) علماے کبار پنجاب و ہندوستان و ڈیرہ جات کی تصدیق سے مزین ہو کر ۱۳۰۲ ہجری مقدس میں چھپ کر شائع ہوا تھا پھر ایک دو غیر مقلدین لاہور نے جو اس پر کچھ اعتراض کیے تھے تو اس کا جواب بھی اکابر علما کی تصحیح سے شائع ہو کر مکہ معظّمہ میں گیا اور وہاں کے معتبر اور معتمد علما کی تحسین بلیغ سے بھی مستحسن ہوا اور احبا کو فرحت و دل افروزی اور اعدا کو نکبت و دل سوزی نصیب ہوئی ۔

فالحمدللّٰہ رب العالمین حمداً یوافی نعمه و یکافئ مزید کرمه .

---

(۱) اصل کتاب میں سوالات کو حاشیہ پر درج کیا گیا ہے ہم نے قارئین کی سہولت کے لیے انہیں متن کتاب میں درج کیا ہے۔ مرتبین

اگرچہ اس تحریر میں دلیل حقیت ایک کی اربعہ مذاہب سے بیان کرنی چنداں ضروری نہیں کیونکہ دوسرے اور تیرہویں سوال سے ثابت ہے کہ سائل چاروں مذہبوں کو حق اور فرقہ ناجیہ مانتا ہے، صرف ایک پر عمل کرنے اور باقی تینوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ دریافت کرتا ہے، جس کا اپنے موقع پر جواب آئے گا، تاہم پانچویں سوال کے جواب میں یہ سب بیان کیا جائے گا۔

پھر ہمارے مذہب کی ظاہر روایت کی یعنی قوی تر کتابیں چھ (٦) ہیں (۱) جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کے ارشاد سے جمع کی تھیں جو بنام مبسوط وزیادات وجامع صغیر وسیر صغیر وجامع کبیر وسیر کبیر کے مشہور ہیں۔

پھر امام حاکم شہید بلخی نے - جو مستدرک حدیث کی کتاب کے مؤلف حاکم نیشاپوری کا استاذ ہے - چوتھی صدی کی ابتدا میں ان چھ کتابوں کو جمع کر کے ایک کتاب بنام کافی لکھی پھر ان کتابوں سے متن لکھے گئے جن میں قدوری، مختار، کنز، وقایہ چار متن مشہور ہیں اور چاروں متنوں میں سے ایک کتاب بنام ملتقی الابحر بھی تیار ہوئی پھر ان متنوں کی شرحیں مرتب ہوئیں جن کا متنوں کے بعد اعتبار ہے اور فتاوی بھی فقہ کی کتابیں ہیں مگر متنوں اور شرحوں سے بعد معتبر ہیں۔ اور فتاووں میں جو روایت متنوں اور شروح سے مخالف ہوگی وہ غیر معتبر شمار کی جائے گی، الغرض حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں کوئی مسئلہ برخلاف کتاب وسنت کے نہیں ہے بلکہ ہر مسئلہ کتاب یا سنت یا اجماع امت سے مستند ہے جیسا کہ مبسوط ومدلل کتابوں میں ان کے دلائل لکھے ہوئے موجود ہیں۔

دوسرا سوال

یہ چار مذہب مشہورہ حنفی شافعی مالکی حنبلی اور سوائے ان کے اور مذاہب اہل سنت کے جو ہیں سب ہدایت پر ہیں یا نہیں؟ اگر کہو سب ہدایت پر ہیں تو فرمائیں کہ یہ

---

(۱) ردالمحتار علی الدرالمختار میں لکھا ہے کہ ان چھ کتابوں کو ظاہر الروایت اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی روایت امام محمد رحمہ اللہ سے ثقات رواۃ کے ساتھ ہے پس یہ کتابیں امام سے ثابت ہیں خواہ متواترۃ یا مشہورۃ دیکھو۔ ص ۴۷ مطبوعہ مصر کی پہلی جلد میں۔ ۱۲

> بات دل سے کہتے ہو یا محض زبان سے؟ اگر نری زبان سے کہتے ہو تو یہ خصلت منافقت ہے اگر دل سے کہتے ہو تو تمام مذاہب اہل سنت پر عمل کیوں نہیں کرتے ہو اس کے کیا معنی کہ تمام مذاہب اہل سنت حق اور ہدایت پر ہوں ان میں سے ایک پر تو عمل ہونا واجب ہو اور باقی تمام مذہبوں پر عمل کرنا حرام؟ وہ واجب کس نے کیا اور یہ حرام کس نے کیا؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ یہ حکم قرآن میں ہے یا حدیث میں؟ ۔ (ص۳ سطر۵ تا۱۲)

جواب: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، یہ چاروں مذہب ہی اہل سنت میں مشہور ہیں چنانچہ تیرہویں سوال میں خود سائل نے بھی ان کو فرقہ ناجیہ مانا ہے پس اس جگہ جو سوائے ان کے اور مذاہب اہل سنت کے بیان کرتا ہے یہ اس کی خانہ ساز واہیات بات ہے۔ پانچواں کوئی مذہب عرب وعجم میں رائج نہیں ہوا جس کو فرقہ اہل حق نے مانا ہو پس سائل جو سوائے چار مذہب کے اور مذاہب اہل سنت بیان کرتا ہے محض غلط ہے۔ یہی چار مذہب حق ہیں اور علماے دین یہ بات دل سے کرتے ہیں جو علماے دین پر بدگمانی کر کے معاذ اللہ منافقانہ صفت سے موصوف کہتا ہے، ہادی حقیقی اس کو ہدایت کرے کہ ایسے ناشائستہ کلمات سے سچی توبہ کر کے اسلام کو بدنام نہ کرے۔

یہ بات کہ چاروں مذاہب سے ایک پر عمل کرنا واجب اور باقی پر عمل حرام، کسی نے بھی اہل اسلام سے نہیں کہی ہے۔ خدا کرے دہن دریدہ کوئی نہ ہو کہ جو افترا اس کے دل میں آئے زبان پر لائے۔ اہل سنت کا مشہور مسئلہ ہے کہ چاروں مذہب کے مقلدوں کو اپنے اپنے مذہب پر کاربند رہنا واجب ہے اور بلاضرورتِ ملجئہ دوسرے مذہب پر عمل کرنا نہ چاہیے تاکہ تلاعب فی الدین وتشبیہ بالکافرین نہ ہوجائے جیسا کہ اپنے موقع پر دلیل وجوب تقلید شخصی میں مذکور ہوگا۔ **فانتظرہ .**

تیسرا سوال

ان چار مذاہب میں ایک کی تقلید واجب جان کر کری باقی تین مذاہب کو چھوڑا تو

کیا جان کر چھوڑا اور جبکہ ایک ہی مذہب پر عمل کیا اس سے کل دین محمدی پر عمل ہو سکتا ہے تو کس دلیل سے، اگر نہیں تو پوری اور کامل اطاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی مقلد کس طرح کرسکتا ہے؟۔ (ص۴ سطر۱۳ تا ۱۷)

جواب: جبکہ ہر مذہب کے مقلد کو اپنے مذہب کے مسائل میں کفایت حاصل ہے یعنی جمیع جزئیات و واقعات کا جواب اور فتوی ہر مذہب میں موجود ہے جیسا کہ اپنے محل پر ثابت ہو چکا ہے بلکہ مشاہدہ ہے تو ایک مذہب کے مقلد کو دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی حاجت نہ رہے، اس لیے باقی تین مذاہب کو چھوڑا اور خدانخواستہ اس ترک کی وجہ کسی قسم کی بدظنی وغیرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے استطاعت والوں کو چار نکاح تک کی اجازت دی ہے پھر جس استطاعت والے نے ایک پر ہی کفایت کی تو یہ نہ کہا جائے کہ اس نے قرآن کے اس حکم پر عمل چھوڑا تو کیا جان کر چھوڑا۔

ظاہر ہے کہ اس نے بہت اچھا کیا کہ اقسام ظلم وحق تلفی سے بچا جس میں اکثر دو یا زیادہ جوروؤں والے مبتلا ہو کر روسیاہِ دارین حاصل کر رہے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ علی ہذا دو یا زیادہ مذہبوں پر عمل کرنے میں کئی قباحتیں موجود ہوتی ہیں جس کا ذکر عن قریب آتا ہے۔ اور یاد رہے کہ مثال میں جمیع وجوہ سے مساوات شرط نہیں ہوتی اور چونکہ سائل نے ابتدا ان سوالات کے، نیز انتہا میں چاروں دلائل شرعیہ سے جواب مانگے ہیں تو یہ چاروں دلائل شرعیہ پر عمل ہر مذہب میں اربعہ مذاہب سے موجود ہے تو ایک مذہب کے مقلد کو بے شک پوری اور کامل طور سے اطاعت رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی حاصل ہے۔ کمالا یخفی علی من لہ ادنی من۔۔۔۔

پانچواں سوال

تقلید شخصی کے واجب ہونے پر کیا دلیل ہے؟ اگر کہو کہ اجماع ہے، تو یہ اجماع کب ہوا اور کہاں ہوا؟ مکہ معظّمہ میں ہوا یا مدینہ منورہ میں۔ عرب میں یا عجم میں؟ اور کس قسم کا اجماع ہے اور اجماع کرنے والے کون لوگ ہیں۔ صحابہ کرام یا

تابعین، یا مجتہدین یا مقلدین؟ بروایت صحیح متصل الاسناد بیان فرمائیں اور اجماع کی کیا تعریف ہے، بیان کیجیے۔ (ص۴ سطر ۳ تا ۷)

جواب : تقلید شخصی کے وجوب پر بہت سے دلائل ہیں، بعض دینی کتابوں میں ساٹھ (۶۰) سے زیادہ دلیلوں سے تقلید شخصی کا ثبوت لکھا ہے، مگر اس جگہ بنظر اختصار تھوڑا سا لکھا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ بحکم آیت: **فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** وآیت : **اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ** الآیۃ اور سوا ان کے اور کئی آیات سے مجتہدین دین کی اطاعت یعنی تقلید کا حکم ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ امام مجتہد مقبول اور مطاعِ امت مرحومہ چار ہیں جن کے چار مذہب اہل سنت میں رائج ہیں۔

اُصول میں چاروں کا اتفاق ہے، فروع میں کسی قدر اختلاف ہے جو سبب ہے رحمت کا۔ **کما ستقف علیه**۔ جب کسی مسلمان نے ان چاروں سے کسی ایک کی تقلید اختیار کی تو وہ قرآن مجید کے حکم کی فرماں برداری سے عہدہ برآ ہو گیا، پس اگر ایک امام کا مقلد دوسرے مذہبوں پر بھی عمل کرے یعنی چاروں کا مقلد بنے تو اس میں کئی سخت قباحتیں ہیں جن میں سے بعض قباحتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی قباحت: یہ ہے کہ دو یا زیادہ مذہبوں کی تقلید سے تلفیق بھی واقع ہو جاتی ہے جو باطل ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ شاہِ بخارا کے دس (۱۰) سوالوں کے جواب میں لکھتے ہیں کہ تین وجہ سے دوسرے مذہب پر عمل کر لینا روا ہے، لیکن ان تینوں وجہوں میں ایک شرط اور بھی ہے کہ تلفیق واقع نہ ہو یعنی بسبب عمل کرنے کے دوسرے مذہب پر ایسی صورت پیدا ہو جو دونوں مذہبوں میں ناروا ہے جیسا کہ فصد کو ناقض وضو نہ جانے اور بعد الفصد اسی وضو سے امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھے تو یہ نماز کسی مذہب میں بھی روا نہ ہوئی۔ وضو تو حنفی مذہب پر باطل ہو گیا یعنی فصد سے اور نماز شافعی مذہب پر باطل ہوئی۔ یہ ترجمہ ہے عبارت جواب کا۔ اور ردالمحتار علی الدرالمختار میں اس کی مثال یہ لکھی ہے کہ متوضی کے بدن سے خون جاری ہوا، نیز اس نے عورت کو لمس کیا پھر اسی وضو سے نماز پڑھ لی تو شافعی حنفی دونوں مذہب کے رو سے نماز ناروا ہوئی۔ انتہی مترجماً

یعنی خون کے نکلنے سے حنفی مذہب پر وضو باطل ہوا اور عورت کے مس کرنے سے شافعیوں کے

نزدیک وضو ٹوٹا تو دونوں مذہبوں کی رو سے یہ نماز ناروا ہوئی، حالانکہ دونوں مذہبوں پر عمل کیا تھا۔ اور علی ہذا القیاس بہت سی صورتوں میں دو یا زیادہ مذہبوں پر عمل کرنے سے تلفیق واقع ہو کر وہ عمل سب کے نزدیک باطل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قلیل پانی نجاست دار سے وضو کر کے بعض سر کا مسح کیا اور نماز پڑھ لی اور نیز کم دہ دردہ پانی نجاست دار سے وضو کیا اور بعض سر کا مسح کیا اور نماز پڑھ لی اور یا کم دہ دردہ نجاست دار پانی سے وضو کر کے نماز میں الحمد نہ پڑھی تو ان سب صورتوں میں چاروں اماموں کے نزدیک نماز ناروا ہوئی، حالانکہ چاروں کے مذہب پر عمل کیا تھا اور ایسی ہی صدہا صورتیں ہیں کہ بسبب ترکیب کے بالاتفاق عمل باطل ہو جاتا ہے اور مدار الحق وغیرہ جواب معیار الحق میں بہت ہی کثرت سے ایسی صورتیں لکھی ہیں۔ **من شاء فلینظر ثَمَّہ** .

دوسری قباحت: دو یا زیادہ مذہبوں پر عمل کرنے سے تشبیہ بمعاملہ کفار ہے یعنی ایک دفعہ سوسمار یعنی گوہ و موش دشتی یعنی جنگلی چوہا، خار پشت، لومڑ، نیولا کو شافعی مذہب کی رو سے حلال جان کر نوشِ جان کر لیا پھر جب طبع ان سے متنفر ہوئی تو بموجب مذہب حنفی کے ان چیزوں کو حرام جان کر کھانا ترک کر دیا تو یہ معاملہ کفار کا سا ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے :

يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا ۝ (سورۂ توبہ:۳۷/۹)

یعنی ایک چیز کو اب کے سال حلال جانتے ہیں اور دوسرے سال اسی کو حرام مانتے ہیں۔

علمائے دین بحکم حدیث **من تشبہ بقوم فھو منھم** کے بدعتیوں سے مشابہت کو ناروا لکھتے ہیں تو کفار کی مشابہت ان کے شعار میں لامحالہ سخت بے جا ہو کر ان سے بنا دے گی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تیسری قباحت: جو شخص ہر مذہب سے اپنا مفاد دیکھ کر عمل کر لے گا تو علاوہ اس کے کہ تقییداتِ شرعیہ کو باطل کرنا اور اتباعِ ہوا ہے، **تلاعب فی الدین** بھی ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ جواب سوالات عشرہ میں لکھتے ہیں کہ تین وجہ ضرورت کے سوا دوسرے مذہب پر عمل کرنا مکروہ قریب بحرام ہے، کیونکہ یہ تلاعب فی الدین ہے۔ مترجماً

چوتھی قباحت: دو یا زیادہ مذہبوں پر عمل کرنے سے رحمت کا اٹھانا ہے۔ بیان اس کا

مختصراً یوں ہے کہ کتاب الجمع بین الصحاح امام رزین رحمہ اللہ میں حدیث شریف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد صحابہ کے اختلاف کا حال اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو حق تعالیٰ نے وحی فرما دی: یا محمد (ﷺ) تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں بعض بعضوں سے بہت روشن ہیں اور سب کے لیے روشنی ہے جس نے ان کے اختلاف سے کسی چیز کو پکڑا پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ یہ ترجمہ ہے اس حدیث کا مشکوٰۃ سے۔

اور فقیر نے ریاست بہاول پور کے قاضی القضاۃ محمود الدین صاحب مرحوم کے کتاب خانہ کی شرح طیبی قلمی پرانی دیکھی جس میں مشکوٰۃ بھی تمام وکمال مرقوم ہے اس میں اخیر اس حدیث رزین کے یہ حدیث بھی لکھی ہوئی ہے :

أصحابی كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم .(۱)

اور اس کے پیچھے لکھا ہے رواہ رزین یعنی یہ حدیث بھی کتاب الجمع بین الصحاح رزین میں مروی ہے، نیز بائیس (۲۲) حدیث اور فقہ کی معتبر کتابوں سے حدیث شریف :

اختلاف أمتی رحمة و ان اختلاف الائمة رحمة للأمة .

رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ میں منقول ہے جس سے علمائے کبار نے ثابت کیا ہے کہ اختلاف فروعی مجتہدین دین کا امت کے لیے رحمت ہے۔ پس جب کسی شخص نے چاروں مذہبوں پر عمل کر لیا تو اس رحمت کو اٹھا کر زحمت کو اختیار کیا گیا۔ معنی کہ اختلاف فروعی تب ہی قائم رہے گا جب چاروں مذہبوں کے پیرو اپنے اپنے مذہب کے پابند رہیں گے، ورنہ اختلاف موجب رحمت رفع ہو کر زحمت مزاحمت کرے گی۔

تقلید شخصی کا ثبوت اس سے بڑھ کر رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ میں بجا ہائے متعددہ موجود ہے جس نے بسط کے ساتھ اور جواب اعتراضات غیر مقلدین کے دیکھنے ہوں اس میں دیکھے۔ غور کرنے والے اہل علم کے واسطے حدیث: **أصحابی كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم** سے تقلید شخصی کا عمدہ ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ ہر ایک مجتہد کی پیروی سے ہدایت منصوص ہے۔

---

(۱) جامع الاصول فی احادیث الرسول: ۸/۵۵۶ حدیث: ۶۳۶۹ ...... کشف الخفاء: ۱/۱۳۲۔ رواہ البیہقی واسندہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

رہا یہ کہ کئی غیر مقلد قاضی شوکانی کی سند سے اس حدیث قدسی (۱) اور حدیث نبوی (۲) کو ضعیف موضوع باطل کہتے ہیں اور حاشیہ شرح مسند امام اعظم مطبوعہ لاہور پر بھی یہ بات درج ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قاضی شوکانی کا قول جو تیرہویں صدی میں ایک شخص مخالف ائمہ اربعہ کے گزرا ہے بمقابلہ کتاب الجمع بین الصحاح امام رزین کے جو پانچویں صدی میں تالیف ہوکر دوسرے طبقے سنن اربعہ میں شمار کی جاتی ہے کب باور ہوسکتا ہے اور علاوہ اس کے بہت سے محدثین وعرفا مشہورین مثل عارف شعرانی وشیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی وعلامہ علی قاری وشاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز وغیرہم (۳) رحمۃ اللہ علیہم کی کتابوں میں حدیث **أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم** موجود ہے پس ان سب علمائے کبار کے برخلاف ہوکر باتباع قول بلا دلیل شوکانی کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کو جھوٹا بنانا سوائے غیر مقلدین کے کسی مسلمان کا کام نہیں ہے!۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ جو لوگ غیر مقلد تقلید شخصی مجتہد مقبول کو شرک وحرام کہتے ہیں علاوہ مخالفت ان دلائل شرعیہ مذکورہ بالا کے اور نیز تکفیر وتفسیق کروڑ ہا اہل اسلام خواص وعوام کے جو قدیماً حدیثاً اسی تقلید شخصی کے پابند رہے قرآن مجید وحدیث شریف کے بعض صریح حکموں سے صاف منکر ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبٰطِلُ وَ مَا يُعِيْدُ ○ (سورۂ سبا:۳۴/۴۹)

یعنی کہہ دو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا دین سچا اور جھوٹ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتا اور نہ پھیرتا ۔کذافی موضح القرآن وغیرہ۔

یعنی شیطان وغیرہ شرک وغیرہ کے کرانے سے ناامید ہوئے ۔کذا فی التفاسیر المشھورہ۔ اور صحیح بخاری کے فتح مکہ کے تیسرے باب اور کتاب تفسیر میں بھی بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ میں تشریف لائے اور بیت اللہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے پس آپ اپنی چوب دستی ان کو چبھاتے اور فرماتے :

---

(۱) یعنی **سئلت ربی عن اختلاف اصحابی الحدیث** جس کا ترجمہ اوپر گزرا ہے۔

(۲) یعنی اختلاف اصحابی رحمۃ کو۔ منہ عفی عنہ

(۳) ردالمحتار میں بسند مقاصد حسنہ لکھا ہے کہ اس حدیث کو بیہقی نے سند منقطع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ دیکھو ص ۴۶، ۴۷ مطبوعہ مصر کے جلد اول کا۔ منہ عفی عنہ

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبٰطِلُ اِنَّ الْبٰطِلَ كَانَ زَهُوْقًا o (سورۂ بنی اسرائیل:۸۱/۱۷)☆

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبٰطِلُ وَ مَا يُعِيْدُ o (سورۂ سبا:۴۹/۳۴)

اور کئی تفاسیر اور سیر کی کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ پھر مشکوٰۃ کے باب الوسوسۃ میں صحیح مسلم سے بروایت جابر رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک شیطان نا اُمید ہوا اس سے کہ جزیرۂ عرب کے مسلمان اس کی پرستش کریں ولیکن مسلمانوں کے باہم جدال وقتال کی برانگیخت میں ہے، یہ ترجمہ ہے صحیح حدیث کا۔ اور مرقات سے حاشیہ مشکوٰۃ پر منقول ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جزیرۂ عرب مکہ و مدینہ ویمن ہے۔ اور مجمع البحار میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جزیرۂ عرب حرمین و یمامہ ہے۔ انتہی۔

پس قرآن وحدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حرمین شریفین میں دین اسلام شرک سے نہ بدلے گا اور ظاہر ہے کہ حرمین شریفین میں بھی صدہا سال سے تقلید شخصی ہی رائج ہے بلکہ چار مصلّے چاروں مذہبوں کے وہاں ہی ہیں، تو تقلید شخصی کو شرک وحرام کہنے والے قرآن مجید وصحیح حدیثوں کے اس حکم کے منکر ٹھہرے۔ **نعوذ باللّٰہ من الحور بعد الکور.**

رہا یہ جو سائل اجماع کا حال پوچھتا ہے سو معنی اجماع کے محققین کے نزدیک اتفاق ہے مجتہدین کا خواہ کسی طبقہ کے ہوں ایک حکم شرعی پر۔ کما فی مسلم الثبوت ونہایۃ الوصول وغیرہما۔ اور انہیں کتابوں سے یہ بھی واضح ہے کہ اجماع میں قوم مجمعین کا ضروری نہیں ہے یعنی بلکہ فعل اور سکوت اور تقریر سے بھی اجماع ثابت ہو جاتا ہے۔ کما فی المنار وشرحہ۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کتاب 'ازالۃ الخفاء' میں لکھتے ہیں کہ تیسرا اصول شریعت سے اجماع ہے اور وہ اجماع جو ہمارے زمانہ کے لوگوں کے خیال میں ہے کہ جمیع امت مرحومہ کا اتفاق ہو اور کوئی ایک بھی ان سے باہر نہ ہو اور سب زبان سے اقرار کریں خیال محال ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا ہے۔ کوئی اجماعی مسئلہ نہیں مگر یہ کہ فی الجملہ اس میں خلاف منقول ہوگا۔ اجماع کثیر الوقوع اہل حل وعقد مفتیان امصار کا اتفاق ہے۔ الخ

☆ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

یہ ترجمہ ہے ازالۃ الخفا کی فارسی عبارت کا۔ دوسرے مقصد کے صفحہ ۸۵ مطبوعہ بریلی میں ہے اور ساری اس عبارت کے ملاحظہ سے منصفوں کے بہت سے خدشے رفع ہو سکتے ہیں اب اس مذکور کو یاد رکھ کر آگے سنیئے کہ سید احمد طحطاوی علیہ الرحمہ درمختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے: اے ایمان دارو! فرقۂ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی اتباع کرو کہ حق تعالیٰ کی مدد اور توفیق ان کی موافقت میں ہے، اور ان کی مخالفت میں غضب الٰہی ہے اور یہ فرقہ ناجیہ آج جن مذاہب اربعہ حنفی مالکی شافعی حنبلی میں جمع ہے جو شخص ان مذاہب سے خارج ہے اس زمانہ میں تو وہ بدعتی اور ناری ہے۔ یہ ترجمہ ہے عربی عبارت کا۔

ایسا ہی امام الحرمین، امام فخر الدین رازی، امام ابی الفتح بغدادی، امام غزالی، ابن الصلاح، ابن السمعانی، علامہ تقی الدین سبکی، عارف شعرانی اور مولانا قاری و علامہ محمد طاہر فتنی وغیرہم من المحققین سے تصریحات منقول ہیں جو انتصار الحق جواب معیار الحق میں مع جواب جمیع شبہات غیر مقلدین کے مرقوم ہیں جس نے تفصیل وار دیکھنا ہو انتصار الحق اور اس کے جواب الجواب کو ملاحظہ کرے۔

الغرض! جیسے یہ مذاہب اربعہ رائج ہوئے جس کو ایک ہزار سال سے زیادہ مدت کہنا چاہیے تب سے اہل سنت ان چاروں مذہبوں میں ہی منحصر ہیں۔ یعنی استقرا اور جستجو سے دریافت ہوتا ہے کہ نیکو کاران اسلام انہیں چار مذہب میں سے کسی مذہب کے ساتھ متمذہب ہیں یہاں تک کہ مصنّفین کتب صحاح ستہ اور دوسرے محدثین بھی کسی نہ کسی امام مجتہد کے مقلد ہیں جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’الانصاف‘ میں تصریح کی ہے۔ کمافی الفتح المبین وغیرہ۔

اب اس متعاد خواص و عوام اہل اسلام سے معلوم ہوا کہ سوائے ان چار مذہب کے کوئی سبیل مومنین اور طریق مختار صالحین کا نہیں ہے، پس بحکم آیت وَ يَتَّبِـعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (۱) کے مخالف ان اربعہ مذاہب کا جو بھی سبیل المومنین ٹھہرا بدعتی اور ناری ہوا۔ والعیاذ باللہ۔

---

(۱) اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ کنز الایمان سورۂ نساء: ۴/۱۱۵۔

اور اس سوال میں جو سائل نے بروایت صحیح متصل الاسناد جواب طلب کیا ہے سو ہمارے علماے دین نے جو ایسے اہم مسائل لکھے ہیں تو صحیح سندوں سے لکھے ہیں مگر چونکہ علم حدیث اور مدلل کتابوں کے سوا دوسرے علوم کی کتابوں میں ذکر اسناد کا دستور نہیں اور مصنّفین اہل اسلام کو خود ان کا لکھنا ہی کافی ہے اور منکر کو سند صحیح کیا قرآن مجید کی نص بھی غیر وافی ہے پھر لاکھ ہا علما کروڑ ہا صلحا جو اس سے پہلے گزر چکے وہ سب کے سب کسی نہ کسی مذہب کے پابند تھے کیا وہ سوائے سند صحیح کے اور اجماعِ مجتہدین کے اس تقلید شخصی کے پابند رہے۔ حاشا وکلا۔ بلکہ اس تقلید شخصی میں اگر ذرّہ بھر بھی کسی قسم کا خلل ہوتا تو فرقہ ناجیہ اہل سنت کا اسی پر مدار رکھنا بالکل غیر ممکن تھا۔ **فافهم وانصف و لاتكن من القاصرين .**

اور یہ خیالات غیر مقلدین کے کہ تقلید شخصی شرک اور مقلدین مشرکین ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کسی مسلمان کے دل میں کبھی خواب میں نہیں خطور کرتے۔ واللہ ھو الھادی۔

تقلید اہل باطل کی جو شرک و حرام ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو مستقل جان کر اس کی تقلید کرے اور اس کا کہنا باوجود یہ کہ مخالف احکام الٰہی کے ہو، مانا جائے جیسا کہ تفسیر فتح العزیز وغیرہ دینی کتابوں میں مذکور ہے، جس کا ذکر بقدر کفایت رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ میں موجود ہے۔ **من شاء فلينظر ثمه .**

اور یہ تقلید تو کسی امام کی ائمہ مجتہدین دین سے نرا دین ہے جو من جانب شرع عمل اس پر مامور بہ ہے۔ واللہ ہو الموفق۔

بارہواں سوال

وہ مسائل کون سے ہیں جن پر عمل کر کے حنفی حنفیت سے نکل جاتا ہے اور جو کوئی کسی مسئلہ میں حدیث پر یا امام شافعی وغیرہ کے قول پر عمل کر لے وہ حنفیت سے نکل جاتا ہے یا نہیں؟ اگر نکل جاتا ہے تو اہل سنت و جماعت رہتا ہے یا نہیں؟۔

(ص ۷ سطر ۷ تا ۱۰)

جواب: حنفی جب اپنے مذہب کے مخالف عمل کرے بلا کسی ضرورت ملجئہ کے تو بلا شک حنفیت سے نکل جائے گا اور جب ہر مذہب میں مذاہب اربعہ سے عمل بالقرآن والحدیث ہی ہے تو پھر کسی مسئلہ میں حدیث پر عمل کرنے کے کیا معنی؟۔ جس نے چاروں مذہبوں سے کسی ایک مذہب پر عمل کیا بلا شبہ اس نے قرآن وحدیث واجماع پر عمل کرلیا۔

اور حنفی کو شافعی وغیرہ مذہب پر عمل کرنے کی اجازت تین صورت میں ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ رسالہ جواب سوالات عشرہ میں لکھتے ہیں :

> اگر حنفی المذہب بر مذہب شافعی عمل نماید در بعض احکام بیکے از وجہ سہ جائزست اول آں کہ دلائل کتاب وسنت در نظر او در آں مسئلہ مذہب شافعی را ترجیح دہد دوم آں کہ در حنفی مبتلا شود کہ گذارہ بدوں مذہب شافعی نماند۔(۱)

پھر بعد ازاں تلفیق کے واقع ہونے سے عمل دوسرے مذہب پر ناروا لکھ کر اخیر میں تحریر فرماتے ہیں :

> واگر سوائے ایں وجوہ ثلثہ ترک اقتدائے حنفی نمودہ اقتدائے شافعی کرد یا بالعکس مکروہ قریب بحرام ست زیرا کہ لعب ست در دین۔ انتہی (۲)

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ ایک مذہب کی دلیل کا ضعف معلوم کرنا اور دوسرے مذہب کو ترجیح دینا اور علی ہذا احتیاط میں نظر کرنا یہ دونوں وجہ عوام بلکہ علما اس وقت کے واسطے بھی نہیں ہیں، دلیلوں میں نظر کرنے کا اہل ہونا مجتہدین کا کام ہے۔ خود حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ بھی مدت العمر حنفی مذہب کے ہی پابند رہے اور فقہ حنفی کی کتابوں سے افتا فرماتے تھے جس پر بھی رسالہ شاہد ہے اور درمختار میں ہے :

و اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو أفتوا فی حیوتھم.

ردالمحتار میں ہے کہ مقلدین کو مخالفت مذہب کی وسعت نہیں ہے۔ صفحہ ۵۳ مطبوعہ مصر کی پہلی جلد میں دیکھو۔

---

(۱) رسائل خمسہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، ص: ۱۵ مطبوعہ لاہور ۱۳۰۸ھ

(۲) رسائل خمسہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، ص: ۱۶ مطبوعہ لاہور ۱۳۰۸ھ

پس دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی وجہ فی زماننا ضرورت اور ضیق میں ہی مبتلا ہونا رہا۔ چنانچہ صاحب ردالمحتار علی الدر المختار فتاوی خیریہ سے نقل کرتے ہیں :

فی الخیریة المقرر عندنا انه لا یفتی و یعمل الا بقول الامام الاعظم و لایعدل عنه الی قولهما او قول احدهما او غیر هما الا الضرورة .

صفحہ ۴۹ مطبوعہ مصر کی پہلی جلد۔

الحاصل بلاضرورت دوسرے مذہب پر عمل کرنا مکروہ قریب بحرام ہے کہ یہ لعب ہے دین میں کما مر نقلہ۔ اور جب صدہا سال سے انہیں چار مذہبوں میں منحصر ہونا اہل سنت کا معلوم ہو چکا تو جو شخص ایک مذہب کا پابند نہ رہے اور موافق اپنی فکر کے جس مذہب سے مفاد اپنا دیکھے وہ کر لے اس کو تابع ہوائے نفس کہنا چاہیے، اہل سنت سے نہیں ہے، حقیقت میں ہادم مذاہب ہے اور دھوکہ دینے کے واسطے حدیث یا دوسرے مذہب کا نام لے رہا ہے۔

درمختار وردالمحتار میں بہ نقل فتاوی بزازیہ و بحرالرائق وغیرہما کے لکھا ہے کہ ایسا کرنا یا فتوی دینا جس سے ہدمِ مذہب ہو، ناروا ہے۔ باب تعلیق میں دیکھو۔

تیرہواں سوال

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت (کی امت میں) تہتر فرقے ہوں گے ایک فرقہ جو حضرت کے یاروں کے طریق (پر ہوگا) ناجیہ یعنی دوزخ سے نجات پانے والا ہے باقی بہتر دوزخ میں ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ ان مذہب مشہورین میں سے ناجیہ کون سا ہے؟ حنفی یا مالکی، شافعی یا حنبلی۔ اگر کہو کہ سب ناجیہ ہیں تو گزارش ہے کہ حدیث میں تو ایک فرقہ ناجیہ آیا ہے، چار نہیں آئے اور اگر کہو کہ ایک فرقہ حنفیہ ناجیہ ہے، باقی سب دوزخی ہیں تو یہ بات تمام اہل سنت کے مخالف ہے۔ اگر کہو یہ چاروں مذہب حقیقت میں ایک ہی فرقہ اور ایک ہی مذہب ہے اور یہی فرقہ ناجیہ ہے تو بے شک یہ بات حدیث کے موافق پڑے گی پس جب کہ یہ چاروں مذہب

ایک ہی مذہب ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فرقہ ناجیہ کے چار حصوں میں سے تین حصہ کو ترک کر دینا اور ایک حصہ کو اختیار کرنا اس کی دلیل بیان فرمائیں۔ (صفحہ۷، ۸)

جواب: اوپر کے جوابات سے اس سوال کا جواب بخوبی حاصل ہو گیا ہے یعنی کہ بے شک چاروں مذہب ایک فرقہ اہل سنت و جماعت ہے، ان میں سے ایک پر عمل کرنا تمام شریعت پر عمل کرنا ہے کیونکہ اصول میں چاروں متفق ہیں، فروع میں بھی ان کا عمل قرآن و حدیث وغیرہما پر ہی ہے۔ پس ایک مذہب کے مقلد کو دوسرے مذہب کی طرف رجوع کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے مگر بوقت ضرورت کہ **الضرورات تبیحُ المحظورات** واقع ہے، اور چاروں کا خلط ملط کرنا بہت سی قباحاتِ شرعیہ کو لازم پکڑتا ہے- کما مر ذکرہ فی الجواب الخامس-

رہا یہ قول سائل کا کہ فرقہ ناجیہ کے چاروں میں سے تین حصوں کو ترک کر دینا اور ایک کو اختیار کرنا اس کی دلیل بیان فرمائیں. انتہی یہ غلط فہمی یا تغلیطِ عوامی ہے کہ وہ ان چاروں کو ایک مذہب بتا رہا ہے، اور یہ نہیں سوچتا اگر یہ چار ایک ہی مذہب ہوتے تو ان کو چار مذہب کیوں کہا جاتا اور خود سائل نے بھی دوسرے تیسرے سوال میں ان کو چار مذہب سے تعبیر کیا ہے، پھر اس تیرہویں سوال میں بھی چار مذہب کہہ کر چاروں کے نام علاحدہ لکھتا ہے، اب چاروں کو جو ایک ہی مذہب لکھتا ہے تو یہ اس کی دھوکہ دہی ہے۔ ہر عاقل کو یقین ہے کہ چار مذہب کو ایک ہی مذہب کہنا نرا جھوٹ ہے۔

چاروں مذہب فرقہ تو ایک ہے جس کا نام اہل سنت ہے مگر مذہب فروع مختلفہ میں علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ مستقل ہیں کہ ایک پر عمل کرنا تمام شریعت پر عمل کرنا ہے، نہ یہ کہ ایک پر عمل کرنا تین حصہ کو ترک کر دینا ہے بلکہ ایک پر عمل کرنے سے دوسرے پر عمل کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ مع ہذا ممکن بھی نہیں ہے کہ مستلزم قباحات ہے۔ دیکھو چار کتاب آسمانی ہیں چاروں پر ایمان لازم ہے مگر عمل چاروں پر غیر ممکن ہے۔ آئندہ ہادیِ حقیقی نیک سمجھ عطا فرمائے اور دھوکہ بازوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

چودھواں سوال

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خاص تصنیف کون کون سی کتابیں ہیں اور امام صاحب کا فرمانا افضل ہے یا ان کے شاگردوں کا قول افضل ہے؟ اگر امام صاحب کے قول کے برخلاف ان کے شاگردوں کا قول ہو تو کس کے قول پر عمل کرنا چاہیے اور امام صاحب کے جس قول کو شاگردوں نے ۔۔۔۔ دیا اس کو رد سمجھا ۔۔۔۔ یا نہیں اور اس پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ ۔ (صفحہ ۸)

جواب: منشا سائل کا اس سوال سے ظاہر کرنا قلت علم حضرت امام اعظم کا ہے جو اعلم ائمہ تھے، جیسا کہ ان غیر مقلدین نے مشہور کر رکھا ہے کہ امام صاحب کو تیرہ یا سترہ حدیث یاد تھیں اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ کثرتِ تصانیف کثرتِ علم پر دلیل ہے اور یہ نہیں جانتے کہ حضرت امام صاحب کے زمان سعادت نشان میں علم در جلد خویش کو پسند کرتے تھے، نہ در جلد میش کو ورنہ فی الواقع امام صاحب کے علم کو نہ کوئی مجتہد پہنچ سکتا ہے نہ کوئی محدث، کیونکہ علم حدیث میں آپ کے چار ہزار استاذ ہیں- کذا فی مفتاح السعادت للمولی احمد آفندی المعروف بہ طاش کبری زادہ- اور آپ نے پانچ لاکھ حدیث سے پانچ حدیث (۱) انتخاب کر کے اس پر کاربند رہنے کی اپنے فرزندارجمند کو وصیت فرمائی تھی- کذا فی جامع اصول اولیا للشیخ احمد کمشخانوی نقشبندی مجددی خالدی-

اور آپ کے چھوٹے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کم' ہزار کتاب تصنیف ہے جن میں ایک کتاب سیر کبیر ساٹھ جلد میں ہے جس کو امام اہل شام اوزاعی علیہ الرحمہ نے دیکھ کر کہا تھا کہ اگر یہ کتاب متضمن احادیث کی نہ ہوتی تو میں کہہ دیتا کہ مصنف اس کا واضع علم کا ہے اور بے شک اللہ

---

(۱) الاول: انما الاعمال بالنیات . والثانی من حسن إسلام المرء ترکه ما لا یعنیه . والثالث لایؤمن أحدکم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه . والرابع ان الحلال بین والحرام بین الحدیث . و الخامس المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده . جامع اصول الاولیاء فی وصایا ابی حنیفة رضی الله عنه ص ۲۷۸ مطبوعہ مصر من عینہ

تعالیٰ نے جواب باصواب کو اس کی رائے میں مقرر فرمایا ہے۔ کذا فی ردالمحتار ناقلاً عن طبقات التمیمی عن شرح السیر الکبیر للامام السرخسی ۔

جب امام صاحب کے ایک شاگرد کی تصانیف اور وسعت علم کا یہ حال ہے تو آپ کے علم کمال کے بیان کی کس کو مجال ہے۔ پھر جمیع ائمہ مجتہدین اور صدہا اولیاے کاملین نے جو امام صاحب کے وفورِ علم و فہم و کثرتِ زہد و ورع و عبادت و احتیاط و خوف خدا تعالیٰ کی تعریفات لکھی ہیں ان سے دفتروں کے دفتر پُر ہیں اور جس قدر اکابر علما، اولیا و بادشاہانِ اسلام و غیرہم خواص و عوام نے مذہب حنفی اختیار کیا ہے کسی دوسرے مجتہد مقبول کو اس قدر قبول حاصل نہیں ہوا ہے جیسا کہ صدہا دینی معتبر کتابوں میں درج ہے۔ فقیر نے بھی کسی قدر رسالہ 'عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان' اور رسالہ 'تصریح ابحاث فرید کوٹ' میں لکھا ہے۔

اللّٰھمَّ تقبل منی إنک أنت السمیع العلیم .

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

پھر امام صاحب کے قول کے برخلاف ان کے شاگردوں کا قول ہونا، نیز آپ کے قول کو شاگردوں نے رد کرنا جو سائل لکھتا ہے یہ اس کی دریدہ دہنی ہے، ورنہ کوئی بھی ذی شعور اہل اسلام سے اس بات کا قائل نہیں کہ امام صاحب کے اقوال کو شاگردوں نے رد کیا اور کچھ ان کے مخالف فرمایا ہے۔ حاشا۔ بلکہ خود بڑے بڑے شاگردوں نے بھاری قسموں سے اقرار کیے ہیں کہ ہم نے امام صاحب کی روایات پر ہی عمل کیا ہے اپنی طرف سے کوئی قول بیان نہیں کیا ہے۔ چنانچہ معتبرات سے ردالمحتار میں اس پر تصریح موجود ہے جو بقدر کفایت فقیر نے رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ میں بھی لکھا ہے۔

ذرا غور کریں کہ جس امام مجتہد مقبول نے کوئی مسئلہ شرعیہ بیان کیا تو ضرور ماخذ اس کا قرآن یا حدیث یا اجماع یا قیاس ہوگا پس رد اس کا۔ معاذ اللہ۔ کسی دلیل شرعی کا ہی رد ہوا، اور یہ کام کسی دین دار مسلمان کا بھی نہیں ہے چہ جائیکہ علماے کبار کی طرف یہ بات منسوب کی جائے۔ صاحب درمختار نے بعض اکابر علما اور اولیا سے نقل کیا ہے۔

فلعنة ربنا أعـــداد رملٍ
علی من رد قولَ ابي حنيفه

اور اوپر بارہویں سوال کے جواب میں معتبرات سے منقول ہو چکا ہے کہ فتوی اور عمل امام صاحب کے ہی قول پر چاہیے، مگر عندالضرورت کسی دوسرے کے قول پر علم روا ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات وارد ہے۔

سولہواں سوال

فقہ حنفی کی کتابیں جو اردو میں ترجمہ ہو کر چھپی ہیں جیسے شرح وقایہ اور غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار ان پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں اور ان کتابوں کے ترجمہ کرنے والے وہابی ہیں اور انہوں نے ان کتابوں میں اپنے مسئلے ملا دیے ہیں اس سبب سے یہ کتابیں لائق عمل کے نہیں رہیں، یہ بات سچ ہے یا غلط؟ اگر سچ ہے تو وہابیوں نے کون سے مسئلے کون کون سی کتاب میں ملا دیے ہیں ان مسائل کی پہچان کا کوئی طریقہ ہے اور ایسے مسئلے وہابیوں نے اردو کی کتابوں میں ملا دیے ہیں یا عربی فارسی کی کتابوں میں بھی ملا دیے ہیں اور جبکہ وہابیوں نے ان کتابوں میں خراب مسئلے ملا دیے ہیں تو اب حنفی کون کون سی کتابوں پر عمل کریں؟۔ (ص ۹ سطر ۳ تا ۱۳)

جواب: فقہ حنفی کی اصل کتابوں کا جیسا اعتبار ہے اس زمانہ کے ترجموں کا ویسا اعتبار نہیں ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اصل قلمی کتابوں سے بعض چھاپے کی کتابیں برابر نہیں ہیں اور پھر پہلے چھاپہ سے پچھلا چھاپہ بعض جگہ تفاوت ہے اس کا نمونہ ہم تفسیر فتح العزیز وغیرہ سے دکھا سکتے ہیں۔

اور یہ بھی قدیم سے فرقِ ضالہ کا دستور چلا آتا ہے کہ مذہبی مخالفت سے کتابوں میں تدلیس کر دیا کرتے پس بصورت شک احتیاط اور دین داری یہی ہے کہ کسی کے کہنے پر اعتبار نہ کرے، خصوص جب راوی کوئی مخالفین اہل سنت سے ہو جو بطور اعتراض والزام کے حنفیوں کی کتابوں سے کچھ بیان کر رہا ہے تو اس کی بات پر ہرگز اعتماد نہ کرے بلکہ اگر اہل علم ہے تو پرانی صحیح کتابوں سے مقابلہ

کر لے اور حامی اپنے مذہب کے دین دار و متبحر علما سے دریافت کرے تا کہ اس کا شبہہ مٹ جائے اور کسی کے دھوکہ میں نہ آئے۔ واللہ ہو الہادی۔

اٹھارواں سوال

۔۔۔۔۔۔کے پاس۔۔صحیح۔۔۔معارض اور نہ معلوم ہو اس کا ناسخ اور اس حدیث کے مخالف ہو فتوی امام ابو حنیفہ یا شافعی وغیرہ کا تو اس وقت اس حدیث پر عمل کرے یا امام کے فتوی پر؟۔ (ص۱۰)

جواب: فتوی مجتہد مقبول کا ضرور ہے کہ بسند قرآن یا حدیث یا اجماع کے ہوگا اور در صورت نہ پانے حکم کے ان تینوں دلائل میں قیاس پر مبنی ہوگا، پس اگر کوئی حدیث صحیح مرفوع غیر معارض و غیر منسوخ مخالف فتوی مجتہد کے ملے تو اہل علم مبسوط مدلل کتابوں سے اور عامی کو اپنے مذہب کے علمائے گرامی سے دریافت ہو جائے گا کہ اس کے امام کے فتوی کی دلیل قرآن یا حدیث یا اجماع سے ہے اور اس حدیث پر بسبب کسی وجہ معقول کے مجتہد مقبول نے عمل نہیں کیا تو اب مقلد کو اپنے امام کی تقلید میں عمل بالقرآن یا حدیث وغیرہ نصیب ہے اس حدیث پر جو اس کے امام کے نزدیک مجروح ہے عمل ناروا ہے۔ اور اگر فتوی امام کا قیاس سے تھا اور پھر برخلاف اس کے حدیث غیر معارض و غیر منسوخ فرضاً مل گئی تو اہل مذہب اس حدیث پر عمل کر لیں گے کہ چاروں اماموں سے مروی ہے :

إذا صح الحديث فهو مذهبي .

اور یہ کام انہیں لوگوں کا ہے جو نصوص میں نظر کرنے کے اہل ہیں اور محکم منسوخ وغیرہما کی معرفت رکھتے ہیں، عوام اہل اسلام کا یہ منصب نہیں ہے۔ کذا فی ردالمحتار وغیرہ۔

چوتھا سوال

ایک شخص نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔اور مضمون اس کا بموجب

> فرمودہ علما۔۔۔۔۔۔۔ کے سمجھ لیا لیکن نہیں جانتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو اس شخص کو اس حدیث پر عمل کرنا صواب ہے یا خطا۔ اگر خطا ہے تو کسی درجہ کی خطا ہے؟۔ (صفحہ۴۔۳)

جواب: جو شخص حدیث شریف کا مضمون بھی خود نہیں سمجھ سکتا اور ناسخ منسوخ میں بھی امتیاز نہیں کرسکتا تو اس کا حدیث پر عمل کرنا نرا غیر مقلد بننا ہے اور سراسر خطا ہے۔ کیا معنی کہ منسوخ پر عمل کرنا بالاتفاق حرام ہے جیسا کہ اپنے محل پر مبین ہے، پھر جب خود امام بخاری علیہ الرحمہ نے مسئلہ رباعیات میں محدث عامل بالحدیث کی اس قدر مشکل شرطیں بیان فرمائی ہیں جو جمیع علوم کے ماہر سے بھی پورا ہونا ان شرطوں کا دشوار بلکہ متعذّر رہے جس کو قسطلانی نے شرح بخاری کی ابتدا میں سند صحیح متصل سے لکھا ہے اور فقیر نے بھی رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ میں اس کی اصل عبارت مع ترجمہ لکھی ہے، نیز امام بخاری نے تصریح کی ہے کہ جس کو یہ شرطیں میسر نہ ہوں تو علم فقہ کو لازم پکڑے کہ فقہ حدیث کا ثمرہ ہے اور رتبہ فقیہ کا محدث سے کم نہیں ہے۔ انتہی۔

پس زہے قسمت ہم مقلدین کی جو فقہ پر عمل درآمد رکھتے ہیں جس سے قرآن وحدیث واجماع وقیاس چاروں دلیلوں پر عمل حاصل ہو گیا اور فقہ وتقلید مجتہد سے انحراف کرنے والے سخت مخالف شرع ہو کر کوئی نیچری بن کر ضروریاتِ شرع کے منکر ہو گئے اور کوئی (۱) الہام کو مترادف وحی کے جان کر غیر نبی کو نبوت کے خاصے ثابت کرنے لگ گئے اور دین اسلام سے بالکل برکنار ہو گئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون .

بے علم' حدیث پر عمل کرنے والا تو کسی شمار میں ہی نہیں ہے۔ عالم ظاہر حدیث پر عمل کرنے والے کا حال سن لیجیے کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ قول جمیل میں محدث ظاہری یعنی ظاہر حدیث پر عمل کرنے والے کی صحبت اور ملاپ سے مسلمانوں کو ڈراتے ہیں۔ دیکھو وصایا قول جمیل میں۔

اب مناسب ہے رد اس خدشہ غیر مقلدین کا جو عوام اہل اسلام کو فقہ کی کتابوں سے بدظن کرتے ہیں۔ پس اے طالب حق! دل لگا کر سن۔

---

(۱) مراد اس سے مرزا قادیانی اور اس کے مؤید واتباع ہیں جن کا رد مصدقہ علمائے حرمین شریفین عن قریب چھپ کر شائع ہوگا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ ۱۲

بیسواں سوال

فتاوی قاضی خان وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کا لکھنا پیشاب کے ساتھ درست ہے اور ۔۔۔ میں لکھا ہے کہ خنزیر ۔۔۔ کے نزدیک نجس عین نہیں اور طحطاوی میں ظاہر لکھا ہے اور شرح منیہ میں ہے کہ کمبخت سور کی چربی ۔۔۔ ساتھ دباغت کی ہوئی سے پاک ہوجاتی ہے ۔۔۔ اس کا اثر باقی رہے اور منیہ میں ہے کہ سور کی کھال ابو یوسف کے نزدیک دباغت دینے سے پاک ہوجاتی اور درمختار میں ہے کہ بکری کا بچہ جو سورنی کے دودھ سے پلا ہو حلال ہے اور تاتارخانیہ میں ہے کہ سور کے بال پانی کو ناپاک نہیں کرتے اور درمختار میں کہہ گئے کہ کتے کو گود میں لے کر نماز ہوجاتی ہے اور چلپی میں ہے کہ زنا کی خرچی ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے اور سوائے اس کے ایسی روایات ناقص وزبوں کہ بسبب خطا اور غلط فہمی فقہاء رحمہم اللہ کی سرزد ہوئی ہیں پھر جس کتاب میں ایسی گندی روایات بھی موجود ہوں اس کتاب کے لفظ لفظ کے صحیح اور صواب بلکہ نعوذ باللہ خلاصہ اور عطر قرآن کا سمجھنا اور اس کتاب پر اڑنا کہ اس کے مقابلہ میں اللہ اور رسول کے قول پر عمل نہ کرنا اور قرآن حدیث کے حکم کو معطل اور مہمل ۔۔۔ قرآن وحدیث پر عمل ۔۔۔ کو وہابی اور لامذہب ۔۔۔ کس دین کا مسئلہ ہے؟ ۔ (ص ۱۰،۱۱)

جواب: واضح رہے کہ اس جواب کی تحریر سے پہلے تین مقدمے لکھے جاتے ہیں جن سے جواب کے ذہن نشین ہونے میں امداد کافی حاصل ہوگی :

پہلا مقدمہ: مضطر کو مخمصہ کی حالت میں بقدر سدِ رمق ہر قسم کے حرام قطعی چیز کے کھا

لینے کی رخصت ہے بدلیل آیت :

اِنَّـمَا حَـرَّمَ عَـلَيْـكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (۱)

جو چار جگہ قرآن مجید کی علاحدہ سورتوں میں وارد ہے جس نے بھوکے کو حالت بے مقدوری اور نہ میسر آنے حلال چیز کے جان کے بچاؤ کے واسطے بقدر ضرورت خنزیر وغیرہ کا کھا لینا شرعاً روا ہو گیا۔ کذا فی جمیع التفاسیر۔

دوسرا مقدمہ: بیمار جب ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ سوائے قطعی حرام کے اس کی دوا نہیں ہے یا دین دار طبیب بالاتفاق کہہ دیں کہ اس مرض کا دوا سوائے ان حرام چیزوں کے اور نہیں ہے یعنی اس وقت بھی حرام چیز کا دوا کے لیے برت لینا روا ہے جیسا کہ اطفال کے ڈبہ کا علاج خرگوش ہے۔ کما فی تفسیر فتح العزیز۔

اور یہ بھی تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ شراب اور دوسرے محرمات سے علاج کرنے میں اختلاف ہے اور صحیح حدیث میں جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا والوں کو اونٹ کے بول پینے کا حکم فرمایا تھا اور ظاہراً دوسرے محرمات بھی اس قیاس پر ہیں لیکن تجربہ یا دین دار طبیبوں کا کہنا شرط ہے، بے دین یا فاسق طبیبوں کے کہنے کا اعتبار نہیں ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر عزیزی کا۔

نیز مبسوط کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سوائے حرام چیزوں کے اور دوا ہو اور شفا بھی اس سے متیقّن ہو تو اس حرام چیز سے دوا کرنی بعضوں کے نزدیک روا ہے اور بعضوں کے نزدیک روا نہیں ہے بدلیل روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا حرام میں مقرر نہیں کی۔ کذا فی نصاب الاحتساب وغیرہ۔

---

(۱) اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سورۃ البقرۃ:۲/۱۷۳۔ کنز الایمان

اب اس جگہ معلوم رہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حالت مخمصہ میں حرام چیز کے کھا لینے سے جان کا بچ رہنا متیقّن ہے ویسا شفا کا حاصل ہونا حرام چیز سے متیقّن نہیں ہے، اگرچہ سوائے اس کے کوئی اور دوا نہ ہو کیونکہ مدار اس کا اطبا کے قول پر ہے جو قطعی دلیل نہیں ہے۔ اور امام صاحب کی دلیل یہ حدیث ہے جس میں بروایت ابی دردا رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر درد کے لیے دوا بنایا ہے پس دوا کیا کرو اور حرام چیزوں سے دوا نہ کرو۔

اور یہ حدیث سنن ابی داود میں موجود ہے اور نیز مسند امام احمد و سنن ابوداود و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث یعنی حرام و سمی دوا کے استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کذا فی المشکوٰۃ۔

نیز حدیث ابن مسعود میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا حرام چیز میں مقرر نہیں کی ہے۔

بحر رائق شرح کنز دقائق رد المحتار علی الدر المختار میں بہ نقل فتاوی خانیہ لکھا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے، پھر بہت سی معتبر دینی کتابوں میں لکھا ہے کہ حدیث استسقا والوں کو اونٹ کے بول پلانے کا جواب امام صاحب نے یہ دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شفا وحی سے معلوم فرمائی تھی اور کسی دوسرے مستسقی کے واسطہ اونٹ کے بول سے شفا غیر متیقّن ہے کیونکہ وہاں طبیبوں کے قول پر مدار ہے جو قطعی دلیل نہیں ہے۔ کذا فی البحر الرائق، در والمحتار و غیرہما۔

الحاصل! امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جو حنفی مذہب کے بانی ہیں حرام چیزوں سے بقول اطبا علاج کرنا ہر چند کوئی اور علاج نہ ہوتا ہم روا نہیں ہے کیونکہ یقین و علم شفا کا وحی سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے حنفی مذہب کے جمیع متون میں لکھا ہے کہ حلال گوشت حیوانوں کا بول بھی پلید ہے جس کا پینا ہرگز جائز نہیں ہے یعنی باب معالجہ کے واسطے بھی پینا اس کا روا نہیں ہے۔

تیسرا مقدمہ: بہتان کبیرہ گناہ اور زیادہ تر بُرا ہے غیبت سے جو زنا سے بدتر ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثوں سے مشکوٰۃ میں لکھا ہے اور جھوٹ بولنا بھی کبیرہ گناہ اور منافقی کی علامت کا تیسرا حصہ ہے۔ چنانچہ صحیحین کی حدیث سے مشکوٰۃ میں ہے۔ اور مسلمانوں کو بہکانا سچے

مذہب سے بے اعتقاد کرنا سخت الحاد ہے بلکہ تفریق بین المومنین بحکم قرآن منافقوں کی صفت ہے اور اہل اسلام کے بزرگوں کی اور ان کے معتبر کتابوں کی توہین اور تحریف سخت ایذا رسانی ہے جس کی وعیدوں سے ایک یہ آیت شریف ہے :

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ o (۱)

اب تینوں مقدموں کے مراتب کو مدنظر رکھ کر بیسویں سوال کا نمبر وار جواب سنیے۔

سائل لکھتا ہے فتاوی قاضی خان وغیرہ کتبِ فقہ میں لکھا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کا لکھنا پیشاب کے ساتھ درست ہے۔ ص ۱۰ متن میں یہ عبارت ہے اور حاشیہ پر عبارت عربی لکھی ہے جو بجنسہٖ حاشیہ پر منقول ہوتی ہے (۲)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ایسا ہی اختیار کیا ہے صاحب ہدایہ نے تجنیس میں پس کہا اگر نکسیر چھوٹے پس الحمد خون سے ماتھے اور ناک پر لکھے تو روا ہے واسطے شفا حاصل کرنے کے اور ساتھ بول کے بھی اگر اس میں شفا معلوم ہو تو کچھ ڈر نہیں ہے۔ یہ ترجمہ ہے اس عبارت کا اور اخیر اس کے درمختار کا حوالہ لکھ کر معلوم کرایا ہے کہ یہ مضمون درمختار میں ہے۔ سو حال یہ ہے کہ نہ فتاوی قاضی خان اور نہ کسی دوسری کتاب فقہ میں آیات قرآنی کا پیشاب کے ساتھ لکھنا روا لکھا ہے جس طرح سائل فتاوی قاضی خان وغیرہ سے نقل کرتا ہے بہتان ہے اور درمختار کا بھی حوالہ نرا بہتان عظیم ہے۔

فقیر نے لاہور ملا مجید کی مسجد میں بہت سے لوگوں کے روبرو غیر مقلدوں کے تو ایک آدمی کو جو یہ رسالہ سوالات و درمختار لے کر آیا تھا کہا تھا کہ اگر یہ عبارت حاشیہ کے درمختار سے نکلوا دو تو جس قدر نذرانہ چاہو لو، ورنہ اپنے جھوٹ کا بر سر بازار اقرار کرو مگر اس شخص نے پھر منہ نہ دکھلایا۔ اللہ تعالیٰ حیا نصیب کرے۔

---

(۱) بے شک جنھوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو، پھر توبہ نہ کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب۔ سورۃ البروج: ۸۵/۱۰۔ کنز الایمان

(۲) **و کذا اختاره صاحب الهداية فی التجنيس نقال در کتب الفاتحه بالدم علی لاستستاء بالبول ایضاً ان اعلم فيه شفاء و لا باس به. ۱۲ درالمختار (حاشيه ص ۱۰)**

الغرض! فتاوی قاضی خان میں یوں درج ہے کہ کسی کونکسیر چھوٹے اورخون بندنہیں ہوتا ہے (یعنی دواسے بھی) پس کسی نے چاہا کہ اس کے ماتھے پرنکسیر کے خون سے کوئی آیت قرآن کی لکھے (یعنی کسی عامل نے کہا کہ اس عمل سے خون بند ہو جائے گا اوراس کی جان بچ رہے گی تو اس کے جواب میں ابوبکر اسعاف نے کہا جائز ہے کسی نے یہ بات سن کر اوراس کومخالف شریعت اور مستعد جان کر) کہا کہ اگر بول کے ساتھ بھی لکھے تو ابوبکر اسعاف نے کہ کہ اگر اس میں بھی شفا ہو (یعنی مرتے کی جان بچ رہے تو روا ہے) یہ ترجمہ ہے عبارت فتاوی قاضی خان کا توضیح ضروری کے ساتھ۔

پس اب غور کرو کہ اول تو یہ مسئلہ ہے حالت اضطرار کا کہ جس میں جان کے بچاؤ کے لیے حرام چیز کا کھا پی لینا اور حرام چیز سے معالجہ کر لینا روا ہے۔ یعنی ضرورت کے وقت بول وغیرہ کی حرمت دور ہو جاتی ہے جیسا کہ اوپر پہلے اور دوسرے مقدمہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ پس صورت مسئلہ کو بدلا کر حالت اضطرار کو بیان نہ کرنا اور مطلق کہہ دینا فتاوی قاضی خان وغیرہ میں ہے کہ قرآن مجید کی آیات کا لکھنا پیشاب کے ساتھ درست ہے جیسا کہ سائل نے لکھا ہے اور آگے بھی ستارہ محمدی والے نے نامہ اعمال سیاہ کیا ہے دینی کتابوں میں تحریف کرنا ہے جوشیوۂ یہود ہے اور تفریق بین المومنین بھی انہیں کا مقصود ہے۔

دوسرا امام اعظم رضی اللہ عنہ جو رئیس اور مقتدا مذہب حنفی کے ہیں ان کے نزدیک بحالت اضطرار حرام چیز سے معالجہ نا درست ہے چنانچہ دوسرے مقدمہ کے اخیر میں متحقق ہو چکا ہے اور خود اسی فتاوی قاضی خان کے اسی باب میں لکھا ہے کہ مکروہ حرام کے نزدیک ہے اور مریض وغیرہ کو دودھ اور گوشت گدھے کا استعمال مکروہ ہے اور ایسا ہی حرام شے سے دوا کرنی۔ انتہی ملتقطاً

پس جب ثابت ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک حرام چیز سے دوا نا کرنی نا درست ہے اور خود فتاوی قاضی خان سے بھی یہی ثابت ہے تو پھر فتاوی قاضی خان نے جو ابوبکر اسعاف سے کوئی قول نقل کرے گا تو اس سے حنفی مذہب پر طعن کرنا اور دھوکہ بازی سے مسلمانوں کو سچے مذہب سے بے اعتقاد کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے۔

تیسرا ابوبکر اسعاف کی تقریر سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ حالت اضطرار میں معالجہ کے واسطے

حرام شے سے استشفا علم شفا پر ہی منحصر ہے یعنی اگر یقین ہو کہ اس علاج سے شفا ہو جائے گی تو ایسا کرنا روا ہے اور اوپر دوسرے مقدمہ کے اخیر میں مرقوم ہو چکا ہے کہ یقین شفا وحی سے ہوتا ہے اور خود فتاوی قاضی خان کے اسی باب میں ہے کہ کسی کو مرض ہوئی، حکیم نے کہا کہ اس کا علاج خون نکلوانا ہے مریض نے خون نہ نکلوایا اور مر گیا تو گناہ گار نہیں ہوتا کیونکہ خون کے نکلوانے میں یقین شفا کا نہ تھا یعنی طبیب کے قول سے یقین شفا حاصل نہیں ہوتا ہے تو قاضی خان کی سند سے ہی ثابت ہوا کہ خون و بول سے استشفا بکتابت قرآن ناروا ہے۔

چوتھا بحر رائق و کنز دقائق اور رد المحتار میں تصریح ہے کہ حالت اضطرار میں معالجہ کے واسطے بول سے کچھ لکھنا کسی سے منقول نہیں ہوا تو ناروا ٹھہرا۔

حاصل الکلام بہر حال سائل کا یہ لکھنا کہ فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں ہے کہ قرآن مجید کی آیات کا لکھنا پیشاب کے ساتھ درست ہے انتہی ۔ اور ایسا ہی دوسرے غیر مقلدین کا یہ طعن سراسر بہتان اور دھوکہ دہی ہے جس کا حساب قیامت کے دن دینا پڑے گا پھر سائل کا بحوالہ درمختار یہ لکھنا کہ خنزیر امام اعظم کے نزدیک نجس العین نہیں ہے اور حاشیہ پر عبارت عربی (۱) درمختار کی جو لکھی ہے یہ بھی افترا اور بہتان ہے۔

درمختار کے موقع احکام دباغت و مسائل پر و کتاب البیوع و کتاب الصید و کتاب الذبائح پانچوں جگہوں میں خنزیر کا نجس العین ہونا لکھا ہے اور سائل نے جو حاشیہ پر کتاب الصید درمختار کا حوالہ لکھا ہے تو اس جگہ بھی درمختار میں لکھا ہے :

(ولا بخنزير) لنجاسة عينه . انتهى .

پھر صاحب درمختار نے قہستانی جو حاطب اللیل مشہور ہے اس کے قول کو کہ خنزیر نجس العین نہیں ہے دفع اور رد کیا ہے کہ ابتدا میں لفظ ” **وينـدفع** ‘‘ موجود ہے کیونکہ ظاہر مذہب حنفی یہی ہے کہ خنزیر نجس العین ہے تو سائل نے اس قول مردود کو جس کو صاحب درمختار دفع کر رہا ہے، درمختار کی طرف منسوب کر کے عوام اہل اسلام کو دھوکہ دے دیا علاوہ گناہ کبیرہ جھوٹ بولنے کے درمختار پر بھی افترا کیا ۔ واللہ عزیز ذو انتقام۔

---

(۱) والخنزیر لیس من جنس العین عند ابی حنیفۃ ۔ ۱۲ در المختار ص ۱۰

پھر اسی مسئلہ میں جو طحطاوی کا حوالہ متن اور حاشیہ(۱) پر لکھا ہے وہ بھی بہتان ہے کہ روایت مردودہ کو امام صاحب کا مذہب بنا کر دھوکہ دے رہا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

پھر سائل نے جو شرح منیہ سے کیمخت کا مسئلہ لکھا ہے یہ بھی بہتان ہے۔ شرح منیہ پر مع ہذا حاشیہ(۲) پر دہن خنزیر لکھا ہے اور متن میں چربی خنزیر اس کا ترجمہ کیا ہے علاوہ اس غلطی کے دہن خنزیر اور چربی خنزیر کو دباغت میں کیا دخل ہے!۔

الغرض! سب کچھ جھوٹ ہے۔ عوام مسلمانوں کے بہکانے کے واسطے بہتان وافترا پردازی میں یہ لوگ اگلے گمراہ اور گمراہ کنندوں سے بڑھ گئے ہیں۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔

پھر منیہ سے خنزیر کی کھال کا دباغت سے پاک ہونا ابو یوسف کے نزدیک جو سائل نے لکھا ہے تو اس جگہ بھی تحریف کر کے اعتراض بے جا قائم کر دیا۔ کیا معنی کہ خود منیہ میں اس روایت کو مخالف ظاہر مذہب کے لکھا ہے اور بکری کے بچہ کا مسئلہ جو درمختار سے لکھا ہے اس میں بھی تحریف کی ہے جو عبارت کے معنی یوں کیے ہیں کہ بکری کا بچہ جو سُورنی کے دودھ سے پلا ہو حلال ہے۔ انتہی

سو یہ بھی سائل کی کج فہمی یا تغلیطِ عوامی ہے، کیونکہ جس جانور کی غذا صرف پلید شے ہو تو اس کو جلالہ کہتے ہیں جس کو درمختار میں لکھا ہے کہ چار روز باندھ کر گھاس کھلائیں تب حلال ہے۔ انتہی

پس عاقل دین دار کب مانتا ہے کہ اسی جلالہ کو صاحب درمختار نے حلال بنا دیا، نہیں ہرگز نہیں۔ تو اب ظاہر ہو گیا کہ اس عبارت کے معنی یہ نہیں کہ بکری کا بچہ صرف دودھ سُورنی کا پی کر پلا ہو کیونکہ وہ جلالہ ہے تو بے شک یہ بکری کا بچہ وہ ہے جس نے کبھی دودھ سُورنی کا بھی پی لیا ہو تاہم رد المحتار علی الدر المختار میں تصریح ہے کہ یہ بچہ تب حلال ہو گا جب کتنے دن گھاس کھلا کر ذبح کریں۔ دیکھو ص ۲۱۷ مطبوعہ مصر کی پانچویں جلد میں۔

اور سائل نے جو تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے کہ سور کے بال پانی کو ناپاک نہیں کرتے انتہی۔ سو فتاوی تاتارخانیہ فقیر کے پاس نہیں، ورنہ اصل اس کتاب سے بھی اس کی خیانت وغیرہ ثابت کی جاتی اور بالاجمال جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ حنفی مذہب میں کیا چاروں مذاہب میں خنزیر نجس

---

(۱) وروی عن الامام طہارۃ عینہ کذا فی الصید الکتاب طحطاوی۔ ۱۲

(۲) والکیمخۃ المد۔۔ بدہن الخنزیر اذا یطہر ولایضر بقاء۔ شرح منیہ حاشیہ

العین ہے کہ اس کی ذات جمیع اجزاے پلید ہے، زندہ ہو یا مردہ جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ جمیع کتب معتبرہ فقہ میں لکھا ہے پس جس شے کے تمام اجزا پلید ہوں تو وہ پانی پاک کو ناپاک کیوں نہ کرے گا۔

علاوہ ازیں درمختار میں لکھا ہے کہ حنفی مذہب میں خنزیر کے بال پلید ہیں اور ردالمحتار میں ہے کہ قلیل پانی کو خنزیر کے بال ناپاک کردیتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ مصر کی پہلی جلد میں۔

پس اس مسئلہ میں بھی سائل کے بہتان اور خیانت میں کچھ شک نہ رہا۔ واللہ ہوالہادی۔

پھر سائل نے کتے کو گود میں لے کر نماز پڑھ لینے کا مسئلہ جو درمختار سے لکھا ہے اس میں بھی خیانت کی ہے کیونکہ اسی جگہ درمختار میں لکھا ہے کہ بعضوں کے نزدیک کتے کے نجس العین ہونے کو ترجیح ہے۔ اور شرح کبیر منیہ میں ہے کہ صاحب فتاوی قاضی خان نے بھی کتے کے نجس العین ہونے کو اختیار کیا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ قاضی خان جو حنفی مذہب میں مجتہد ہے اور دوسرے جن حنفیوں کے نزدیک بھی کتا نجس العین ہے تو ان کے نزدیک کتے کو گود میں لے کر نماز روا نہیں ہوتی۔

سائل نے جو عوام اہل اسلام کو دھوکہ دے کر سچے مذہب سے بے اعتقاد کرنے پر کمر باندھی ہوئی ہے اس مسئلہ کو نہ دیکھا اور دوسرا مسئلہ کہ زندہ کتا اکثر حنفیوں کے نزدیک نجس العین نہیں ہے تو صاحب درمختار نے اس پر تفریع کر کے لکھ دیا کہ کتے کا منہ باندھ کر گود میں اٹھایا ہو تو نماز روا ہو جاتی ہے۔ انتہی

یعنی کسی ضرورت کے وقت اگر کوئی ایسا کر لے تو روا ہے نہ کہ کتے کو گود میں لے کر عموماً نماز پڑھ لینی روا ہے۔ پھر کتے کا منہ باندھنے کی شرط جو سائل نے نہیں لکھی ہے تو یہ بھی اس کی خیانت ورزی ہے کہ درمختار کے مسئلہ میں تحریف کر دی۔

پھر اخیر میں جو سائل نے چلپی سے زنا کی خرچی کا امام صاحب کے نزدیک حلال ہونا لکھا ہے تو اس میں بھی سخت بہتان اور تحریف کا مرتکب ہوا ہے، مثل بعض بے علم غیر مقلدوں کے جنہوں نے پہلے بھی یہ بہتان بندی کی ہے کیونکہ یہ مسئلہ تو اجارۂ فاسدہ کا ہے اور یہ شخص اس کو اجارۂ باطلہ خیال کر کے زانیہ کی خرچی کہہ رہا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ زانیہ کی خرچی تو چاروں مذہبوں میں حرام ہے۔ اگر عربی فارسی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہیں رکھتا تو مولوی خرم علی موحد کی شرح مشارق الانوار میں دیکھ لے کہ لکھا ہے کہ زانیہ کی خرچی بالاتفاق حرام ہے۔ انتہی

پس یہ مسئلہ چلپی کا جس کو سائل وغیرہ زانیہ کی خرچی جانتے ہیں وہ اجارۂ فاسدہ کا مسئلہ ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی بازارن عورت کو روٹی پکانے کی خدمت پر رکھا اور یہ بھی شرط کر لی کہ تجھ سے وطی بھی کروں گا اور دس روپیہ مثلاً ماہوار دوں گا سو اصل خدمت باورچی کرنے کی حلال تھی شرط وطی نے اجارہ فاسدہ کر دیا اور اجارۂ فاسدہ میں اجرت مثل کی لازم ہوتی ہے یعنی روٹی پکانے کی اجرت جو تین چار روپے ماہوار ہے اس کو دلایا جائے گا اور وہ حلال ہے جس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی حلال فرمایا ہے۔ اب اس کو خرچی زانیہ کی تعبیر کر کے امامانِ دین و علمائے شرع متین پر طعن کرنا حق تعالیٰ کے غضب میں پڑنا ہے اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ سلف پر طعن کرنے والے مشرک ہیں۔ کذا فی **مجمع بحار الانوار** وغیرہ۔

پھر ان روایات کو جو سائل نے اخیر سوال میں ناقص اور زبوں اور گندی روایات لکھا ہے اور فقہا کو خطا کار اور غلط فہم قرار دے کر کتب فقہ کو بے اعتبار خیال کر لیا ہے تو یہ اس سائل وغیرہ کی اپنی جہالت اور بہتان بندی اور دریدہ دہانی و نقصان ایمانی ہے۔ جس سے عند العقلاء ان کی بخوبی تضحیک ہو رہی ہے اور کتب فقہ اور فقہا کا کچھ نہیں بگڑتا ہے!۔

اگر جاہلی مشک را گندہ گفت
تو مجموع باش او پراگندہ گفت

پھر اس سوال اور بائیسویں سوال کے اخیر میں جو فقہ کو قرآن و حدیث کا خلاصہ وعطر وست کہنے کو سائل کلمات کفر (۱) بتا رہا ہے تو یہ اس کی دریدہ دہانی بلکہ بے ایمانی کی نشانی ہے کہ اس کفر کی نسبت امام بخاری علیہ الرحمہ تک کر رہا ہے کہ سب سے پہلے اس بزرگ نے فقہ کو ثمرۃ الحدیث فرمایا ہے جس سے فقہا اور دوسرے مسلمانوں کی زبان پر بھی یہ کلمۃ الحق آیا ہے۔

اب سائل وغیرہ نے فقہا اور اہل اسلام کو ہی کافر بنا کر میاں چٹو وغیرہ کا دل خوش نہیں کیا بلکہ سب کے مقتدا امام بخاری علیہ الرحمہ کو بھی خالی نہ چھوڑا اب کوئی ظریف یہ کہہ دے گا۔

---

(۱) جب۔۔۔ کا خلاصہ اور۔۔ ہوا تو باقی۔۔۔ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔۔۔ باللہ فضلہ۔۔۔ اور بے فائدہ نکمی رہ گئی اللہ۔۔۔ دے ایسے کفر سے۔ ۱۲

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی
گومشت خاک ما ربر باد وادہ باشی

پھر اخیر اس کے جو سائل نے لکھا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے کو وہابی و لامذہب کہنا یہ کس دین کا مسئلہ ہے تو اس کے جواب میں فقیر انیسویں سوال کا جواب تحریر کر کے سائل وغیرہ کو جو وہابی کے معنی اور عقائد اور ان کی کتابوں کا حال پوچھتا ہے، معتبر کتابوں سے سنا دیتا ہوں جس سے ان لوگوں کا عمل بالقرآن والحدیث بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔

اُنیسواں سوال

وہابی کس کو کہتے ہیں اور وہابیوں کے معنی کیا ہیں اور یہ کون کون سی کتابوں پر عمل کرتے ہیں ان کے مذہب کی کوئی کتاب ملتی ہو تو نشان دیجیے اور وہابی قرآن کو مانتے ہیں یا نہیں؟ اور قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع داری کرتے ہیں یا نہیں؟ اور کس کے مقلد ہیں ان کا امام مجتہد کون ہے کسی کتاب معتبر سے تحریر فرمائیں۔ (ص سطر ۴ تا ۹)

جواب: واضح رہے کہ کتاب ردالمحتار علی الدرالمختار جو مقبول العرب والعجم ہے اس کے باب البغات میں لکھا ہے:

كما وقع فى زماننا فى اتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجد... الخ

جس کا حاصل یہ ہے کہ خارجیوں سے ہیں وہابی عبدالوہاب نجدی کے تابع جو لوگ برائے نام حنبلی مذہب کے مدعی تھے لیکن دراصل ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم ہی مسلمان ہیں باقی سب اہل اسلام جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں وہ کافر ہیں اور اسی خام خیال پر مسلمانان اہل سنت اور ان کے علما کی قتل و غارت کو مباح جان کر حرمین شریفین پر متغلب ہو گئے تھے، تا کہ ۱۲۳۳ ہجری میں ان کی شوکت ٹوٹی گھر بار اجڑے لشکر اسلام ان پر فتح یاب ہوا۔ یہ ترجمہ ہے عبارت ردالمحتار کا۔

اور اسی (محمد بن) عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید ہے جس میں اس نے نبیوں اور ولیوں کو بت اور مسلمانان خدا پرست و متوسلین انبیاء و اولیاء کو بت پرست لکھا ہے، اسی واسطے وہابیوں کی جبلی عادت ہے کہ مجازی استمداد پر کیا، بات بات پر مسلمانوں کو کافر کہہ دیتے ہیں۔ یہ اپنے امام اور پیشوا (محمد بن) عبدالوہاب کی تقلید کر رہے ہیں۔

اور ابن تیمیہ کے رسالہ حمویہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے مکان و جوارح ثابت کیے ہیں جس سے مولوی صدیق حسن بھوپالی نے بھی رسالہ احتواء میں ایسا لکھا اور اس کے فرزند کے رسالہ نہج المقبول میں صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وصف میں جو اہل کلام لکھ رہے ہیں کہ نہ جسم ہے نہ جوہر نہ عرض نہ معدود نہ محدود نہ متبعض نہ متخیر نہ در مکان اور مانند اس کے یہ سب بدعت ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی بُو نہیں۔ مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۸ سطر ۱۳، ۱۴ میں دیکھو اور صفحہ ۷ کی سطر ۲ میں بھی خدا کے واسطے صریح مکان ثابت کیا ہے۔

الغرض اس پاک ذات کو جسمانی و مکانی جانتے ہیں۔ **تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوًا کبیرًا.**

پھر ادلہ شرعیہ جو باتفاق چار ہیں ان میں سے قرآن وحدیث کو زبانی مان کر اجماع وقیاس کے منکر ہیں جس پر شوکانی اور بھوپالی کے رسائل شاہد ہیں جن کی عبارات فقیر نے رسالہ عروۃ المقلدین و تصریح ابحاث فرید کوٹ میں نقل کی ہیں اور ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔(۱)

---

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین** جس سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ کو ایک شخص بھی برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کرنا منظور نہیں۔ پھر کروڑوں کے پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر کرنا نہایت ہی جھوٹ ہے۔ اہل سنت کے اکابر علما کی تحریروں سے جواب رسالہ عروۃ المقلدین میں موجود ہے۔ من شاء فلنظر بہ۔ اور یہ جو علم معقول میں امکان اور امتناع کی ۔۔۔ اقسام ۔۔ لکھی ہیں اور پھر بعض علما بہت زور دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ۔۔۔ انصاف نصیب کرے ایسے موقع پر ذرا سمجھ سوچ کر کلام کریں قیامت کے خوف کو نصب العین رکھ لیں علاوہ علم معقول میں تو شریک الباری کو ہے جیسا کہ لکھا ہے معلوم ہے۔ واللہ ہو الہادی ۱۲ منہ عفی عنہ

چنانچہ تقویت الایمان میں ہے جن کا مخالف قرآن و حدیث کے ہونا فقیر نے رسالہ عروۃ المقلدین میں لکھا ہے جو بہت سے اکابر علما کی تصدیق سے چھپ کر شائع ہوا تھا۔ پھر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ بڑے بھائی کا سمجھنا اور آپ کو ماذون الشفاعۃ نہ جاننا بھی قرآن و حدیث کے برخلاف ہے جیسا کہ اپنے محل پر مبین ہے۔ پھر ان کے مذہب کی معتبر کتابیں دربہیہ قاضی شوکانی کی اور اس کی شرحیں ہیں اور اسی دربہیہ کا اردو ترجمہ بنام فقہ الحدیث اور عربی شرح روضہ ندیہ مولوی صدیق حسن بھوپالی نے بنا کر چھپوایا ہے اور حافظ محمد لکھوی نے اسی درربہیہ شوکانی سے رسالہ انواع محمدی بزبان پنجابی لکھا ہے۔

پھر ان کتابوں کے بہت سے مسائل قرآن وحدیث کے بالکل برخلاف ہیں جیسا کہ جمعہ وعید کے جمع ہونے سے جمعہ فرض قطعی کو چھوڑ دینا اور جمعہ کو پانچ وقتی نمازوں کی طرح غیر مشروط جاننا اور شرائط جمعہ جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان کا انکار کرنا اور دیہات وغیرہ میں جمعہ پڑھ کر ظہر کی نماز جو فرضِ قطعی ہے اس کو چھوڑ دینا بلکہ اس کے پڑھنے کو بدعت سیۂ کہنا اور ایک مقتدی سے جمعہ پڑھ لینا اور امامان مجتہدین دین کے مسائل کو مبنی بر احادیث ضعیفہ کہہ کر خود سخت ضعیف کیا موضوع حدیث سے مسائل بیان کرنا جس کا رد فقیر نے ایک رسالہ مستقلہ جواب تبصرۃ الجمعہ و انواع محمدی و تفسیر محمدی میں لکھا ہے اور انہیں کتابوں میں خنزیر بندر کتے ریچھ وغیرہ کے بول و براز خون و منی وغیرہ کو پاک لکھا ہے، اور شراب کو بھی پاک بنایا ہے، جس کا جی چاہے فقہ الحدیث مطبوعہ لاہور کے ص ۵ و روضہ ندیہ مطبوعہ لکھنو کے ص ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ میں دیکھ لے۔

اور کافر غیر کتابی کے ذبیحہ کو جو چاروں مذہبوں میں حرام ہے حلال جانتے ہیں۔ ص ۱۱ سطر ۲۰ روضہ ندیہ وغیرہ میں دیکھو۔ اور پانی قلیل نجاست دار خواہ ایک کوزہ تک ہو جب تک آدمی کے بول براز سے رنگ بُو نہ بدلے اس کو پاک جان کر وضو غسل وغیرہ سب کچھ کر لیتے ہیں۔ اور مستعمل پانی بھی ان کے نزدیک پاک ہے۔ دیکھو ص ۳، ۴، ۵، ۶، ۷ روضہ ندیہ و ص ۵ فقہ الحدیث میں۔

اور سور و کتے بندر وغیرہ کے بول براز کے پڑنے سے تو ان کا پانی پلید ہی نہیں ہوتا خواہ اس کا رنگ وغیرہ بدل ہی جائے کیونکہ وہ پاک چیزیں ہیں۔ اور انواع محمدی میں بھی یہ سب مسائل موجود ہیں اور قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا روا جانتے ہیں عرف الجادی مطبوعہ بھوپال کے ص ۱۵ میں دیکھو۔

پھر انبرسر کے موحدین نے جو ایک رسالہ تحریق الاوراق چھپوایا اس کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ اگر اور کوئی چیز نہ ہو تو قرآن مجید کو پاؤں تلے رکھ کر طاقچہ سے روٹی اتار لینی روا ہے اور حاجت کے وقت قرآن شریف کو کشتی میں نیچے ڈال لینا روا ہے۔ انتہی علی ہذا القیاس

ان کے ایسے مسائل ہیں جو صریح قرآن وحدیث واجماع کے برخلاف ہیں اور برائے نام مدعی عمل بالقرآن وحدیث کے ہیں اہل سنت سے اصول وفروع میں بہت مخالفت رکھتے ہیں مذہبوں کی تقلید کو شرک وحرام جانتے ہیں پس ان کو لامذہب ووہابی کہنا شرعاً وعقلاً روا ہے۔

بائیسواں سوال

بعض شخص کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کا مطلب ۔۔ اور قرآن وحدیث پر عمل اماموں ہی کا کام تھا اور قرآن وحدیث سے اماموں نے جوہر نکال لیا اب قرآن وحدیث کی ۔۔۔ حاجت نہیں، اماموں کے اقوال نے ہم کو قرآن وحدیث سے مستغنی ۔۔۔ یہ فقہ قرآن وحدیث ۔۔۔ بعض کہتے ہیں کہ فقہ ۔۔۔ کا عطر ہے یہ سب قول ۔۔۔ ہیں اور ایسے الفاظ کہنے والے کون ہیں؟ ۔ (ص ۱۱)

جواب: قرآن وحدیث پر عمل کرنا اماموں کے ساتھ خاص نہیں سب اہل اسلام دین داروں کا قرآن وحدیث پر ہی عمل ہے، البتہ قرآن وحدیث کا مطلب سمجھنا ائمہ مجتہدین کا ہی کام ہے۔ پھر جیسا کہ انہوں نے فرمایا اہل علم کی سمجھ میں آیا اور یہ خیال کہ قرآن وحدیث کا مطلب کچھ مشکل نہیں سب کی سمجھ میں آ جاتا ہے، کسی امام بزرگ کے معنی بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں اصل اور مادہ ہے بدمذہبی کا۔

جس قدر فرقِ ضالہ ہوئے ہیں وہ اسی خیال پر ہوئے اور اہل سنت کے نزدیک تو ایک عمدہ قاعدہ یہی ہے کہ قرآن وحدیث کی مراد وہی ہے جو سلف اوائل زبان دان ومراد شناس شریعت نے سمجھی کہ ان کو قرائن موارد کا علم تھا، اگرچہ بظاہر وہ مراد اپنی سمجھ کے برخلاف معلوم ہو اور یہ قاعدہ اصل عظیم ہے جس کے مخالف بدعتی ہیں- کذا فی ترجمۃ الشیخ المحدث الدہلوی المشکوۃ-

مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ رسالہ عجالہ نافعہ اصول حدیث میں لکھتے ہیں کہ علم حدیث جو سب علوم سے شریف ہے اس کے حاصل کرنے میں دو چیز ضروری ہے: ایک راویوں کے حال کا ملاحظہ۔ دوسرا معنی کے سمجھنے میں احتیاط عظیم، ورنہ موجب ضلال واضلال کا ہے۔ انتہی ملخصاً

اور علم فقہ کی تعریف امام بخاری نے جو کی ہے وہ اوپر سوال بیسویں کے جواب میں مرقوم ہو چکی ہے جو فقہ کی تعریف کے کلمات کو ناپسند کرتا ہے وہ اپنا دین برباد کرتا ہے۔

الغرض! عمل بر فقہ' سعادت دارین ہے اور فقہ سے منحرف ہونا اور عمل بالحدیث کا ادعا کرنا محض تکبر وخود بینی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

پھر جب حدیث ابوداود وابن ماجہ میں اجماع امت وقیاس مجتہد کو فریضہ عادلہ یعنی برابر قرآن وحدیث کے ارشاد ہوا ہے۔ کذا فی مجمع البحار وغیرہ۔ تو مجتہدین کے اقوال کو نہ ماننا یا قرآن وحدیث کے مخالف جاننا اہل اسلام کا کام نہیں ہے بلکہ اقوال امامان دین مجتہدین کو مساوی اور معادل قرآن وحدیث کے یقین کرنا عین ایمان ہے۔ واللہ ہو الموفق

طرفہ تر اور ہے کہ یہ لوگ عامل بالحدیث خود بات بات میں کتب فقہ اور اقوال امامان دین کے ہی محتاج ہیں۔ اپنے فتوی میں تو ان سے مدد لے لینا اور دوسرے مسلمانوں کو فقہ سے بے اعتقاد کرنا سوائے ان لوگوں کے کسی اور مسلمان کا کام نہیں ہے۔ واللہ ہو الہادی

آٹھواں سوال

سوال ہشتم: ------------------------------------

جواب: کافر وہ ہے جو مومن بہ چیزوں سے کسی کا انکار کرے یا ضروریاتِ شرع سے کسی کا انکار کرے یا شرع کی استخفاف یا توہین کرے یا بعد الایمان کلمہ کفر عمداً کہے اور اس پر مصر رہے یا کوئی فعل شعار کفر اختیار کر لے اور یہ بھی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے تو کفر اسی کی طرف عود کر آتا ہے۔ کذا فی المبسوط من الکتب الدینیۃ

اور مشرک وہ ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وجوب وجود یا عبادت یا صفات ازلیہ ابدیہ میں

شریک بنائے یا کسی فعل مختص باللہ کو کسی غیر سے بالاستقلال منسوب کر دے۔

اور بدعتی وہ ہے جو مخالف شرع کام کرے اور اعتقادیات وغیرہ میں اہل سنت سے مخالف ہو جیسے فرقِ ضالہ اہل اسلام۔

اور اہل سنت وہ ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **ما أنا عليه و أصحابي** فرمایا ہے اور وہ لوگ مخالف ہیں جمیع فرق ضالہ روافض وخوارج قدریہ جبریہ معتزلہ وغیرہم سے اور صدہا سال سے اہل سنت و جماعت منحصر ہیں اربعہ مذاہب میں۔ کمامر۔

سوالاتِ مرقومہ بالا کے جوابات سے تقلید شخصی اور متعلقات کا ثبوت ضروری تحریر ہو چکا، جس پر سائل بہت زوروشور کر رہا تھا۔ باقی سوالات کے جواب بھی بقدر ضرورت لکھے جاتے ہیں اور سوالات کا خلاصہ حاشیہ پر مرقوم ہوگا۔

چھٹا سوال

شریعت وطریقت لازم وملزوم ہیں یا مخالف؟ بعض کہتے ہیں کہ شریعت ۔۔۔ کے واسطے ہے اور طریقت خواص کے لیے اور دونوں حکم ۔۔۔ اور آپس میں بالکل مخالف ہیں مثلاً غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے اور طریقت میں مرشد وغیرہ کے نام پر کرنا روا ہے جس کا یہ اعتقاد ۔۔۔ کیسا ہے اور شریعت وطریقت میں کیا فرق ہے؟۔

جواب: شریعت وطریقت مخالف نہیں، بلکہ احکامِ اسلام کا نام شریعت ہے جو سیدھا راستہ ہے اور ان پر چلنا طریقت ہے، اور اخلاص واحسان حقیقت ہے جس کو تصوف بھی کہتے ہیں۔ حدیث صحیح جس میں جبرئیل امین علی نبینا وعلیہ السلام کے اسلام وایمان واحسان کے معانی پوچھنے کا ذکر ہے وہ اس پر دلیل ہے اور بہت سی دینی کتابوں میں امام مالک رحمہ اللہ کا منقولہ قول ہے :

من تفقه و لم يتصوف فقد تفسق و من تصوف و لم يتفقه فقد تزندق

و من جمع بینھا فقد تحقق کذا فی ترجمۃ المشکوۃ للمحدث الدھلوی .

پھر یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رسالہ مجمع البحرین میں لکھتے ہیں :

> گمان نبرند کہ طریقہ تصوف مخالف مذہب اہل سنت و جماعت است وصوفیہ فرقہ دیگر اندورای ایں فرقہ ناجیہ حاشاوکلا۔ انتہی (۱)

رسالہ مالا بدمنہ کے اخیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی - جن کو مولانا شاہ عبدالعزیز علیہما الرحمۃ 'بیہقی وقت' فرمایا کرتے تھے - لکھتے ہیں :

> صورت ایمان و اسلام شریعت ست ومغز وحقیقت او در خدمت درویشاں باید حبت خیال نباید کرد کہ حقیقت خلاف شریعت ست کہ ایں سخن جہل وکفر ست۔ انتہی

اوررسالہ مجمع البحرین میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعض تفریط کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ صوفی کرتے ہیں وہی حق ہے، اگر چہ خلاف شرع ہی ہو بلکہ شریعت وہی ہے جو صوفی کرتے ہیں اور محال ہے کہ ان سے خلافِ شرع سرزد ہو۔ اور مفرط لوگ علما کے قول اور فقہ کا کچھ اعتبار نہیں کرتے اوراس کو مشائخ کی محبت اور پیروں کا اعتقاد کہتے ہیں، اگر چہ بظاہر فقہ وشریعت کو مانتے ہیں لیکن ان کے حال کی دلالت سے یہی نکلتا ہے کہ باطن میں وہی خیال رکھتے ہیں اوران لوگوں کو جاہل صوفی کہتے ہیں۔

یہ ترجمہ ہے عبارت فارسی مجمع البحرین کا۔ اوراس کے حاشیہ پر کشف المحجوب سے لکھا ہے کہ علماے صوفیا ساری خلقت سے عزیز ہیں، اور جاہل صوفی سب سے ذلیل وخوار ہیں۔ مطبوعہ مصطفائی ۱۲۶۵ھ کے صفحہ ۲۳ میں دیکھو۔

الحاصل شریعت وطریقت کے احکام مختلف نہیں، فرق صرف اعتباری ہے اورطریقت وحقیقت میں زیادہ تقوی واحتیاط کی رعایت ہے۔ کمالایخفی علی الماھر، واللہ ھوالموفق۔

---

(۱) مرج البحرین از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۴۰ مطبع محمدی کلکتہ ۱۲۷۴ھ

ساتواں سوال☆

قبر کا طواف کرنا اور سجدہ کرنا منت مانگنا چڑھاوے چڑھانا عود سلگانا۔۔۔ لے جا کر ہاتھ۔۔۔۔ پڑھنا کیسا ہے؟۔☆

جواب: قرآن مجید میں بیت اللہ مبارک کے طواف کا حکم آیا ہے اسی لیے یہ طواف حج کا رکن قرار دیا ہے اور حدیثوں میں بیت اللہ کے طواف کو نماز سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کما فی معانی الآثار للطحاوی والہدایۃ وفتح القدیر وغیرہا۔

اور ترمذی ونسائی و دارمی کی حدیث میں کعبہ کے طواف کو مثل نماز لکھا ہے۔ کذا فی المشکوۃ۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ نماز و طواف دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہیں۔ نماز میں کعبہ کو قبلہ مقرر کیا گیا ہے اور طواف میں بھی کعبہ کو مطاف رکھا گیا ہے پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نماز نہیں ویسا ہی کعبہ کے سوا کسی کا طواف نا روا ہے۔ اسی واسطے مالا بدمنہ وغیرہ میں طواف قبور کو حرام لکھا ہے اور بعض بہت معتبر حاجیوں سے سند ہے کہ بوقت زیارت روضۂ منورہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کوئی کسی قدر گرد پھرنا چاہتا ہے گو اس کا قصد طواف کا نہ ہو تاہم مجاورین اس بقعہ مطہرہ کے دھمکاتے اور سمجھاتے ہیں کہ طواف بیت اللہ کے ہی لیے ہے یہاں پر طواف نہ کرو اور سجدہ اصل عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے خاص ہے۔

فقہ کی کتابوں میں ہے کہ غیر اللہ کے لیے سجدہ تحیت حرام ہے اور سجدہ عبادت کفر ہے اور رد المحتار علی الدر المختار میں فتاوی ظہیریہ وغیرہ کی سند سے لکھا ہے کہ سجدہ غیر اللہ کا مطلقاً کفر ہے۔ مطبوعہ مصر کی پانچویں جلد کے ص ۲۴۶ سطر ۶ میں دیکھو اور اسی رد المحتار کی پہلی جلد کے ص ۶۰۲ میں ہے :

فی الاحکام عن الحجة تکره الستور علی القبور .

پھر پانچویں جلد میں استاذ عبد الغنی نابلسی کے کشف النور سے لکھا ہے کہ عوام کی نظروں میں

☆ فقیر نے مسئلہ طواف قبور کے عدم جواز میں رسالہ مستقلہ لکھا ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ ریاست بہاول پور کے بعض عمائدین کی توجہ سے چھپ کر شائع ہوگا۔ ۱۲

تعظیم کی نیت سے ہمارے زمانہ میں روا ہے: **لأن الاعمال بالنیات** ۔ ص ۲۳۲ میں دیکھو۔ اور شرح کبیر منیہ وردالمحتار وغیرہما میں فتاوی بزازیہ سے نقل کیا ہے کہ قبر پر طعام لے جانا مکروہ ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ ظاہراً وجہ اس کی یہی ہوگی کہ قبر عبرت گاہ ہے وہاں کھانا پینا مکروہ ہے پس اگر کسی بزرگ کی قبر کے مجاور کے لیے کھانا لے جائیں اور وہ قبر سے علاحدہ ہو کر کھالے تو یہ مکروہ نہ ہوا۔ اور یہ خیال کہ قبر پر کھانا لے جا کر بزرگ کو ثواب پہنچانا محض خام ہے۔ خالص نیت اور حلال مال سے جس جگہ سے ثواب پہنچائیں اہل سنت کے نزدیک بفضلہٖ تعالیٰ پہنچ جاتا ہے اور منت یعنی نذر اللہ تعالی کے واسطے ہے۔ ہاں! اگر مصرف اس کا کسی بزرگ کی فاتحہ دے کر اس کی اولاد یا مجاوروں کو دینا قرار دیا جائے تو روا ہے۔ کمافی مبسوطاتِ الفقہ

اور طعام پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ کرنا روا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی، چنانچہ اس بارے میں کئی تحریرات ہو چکی ہیں۔ اور ابوداود ونسائی کی حدیث (۱) کا دوسرا فقرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ان پر جو قبروں پر مسجد بناتے اور چراغ جلاتے ہیں۔ انتہی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی سفر السعادت کی شرح میں لکھتے ہیں :

> وگفتہ اند کہ نہی از چراغ افروختن بر قبور از جہت تضییع مال ست زیرا کہ نفع نیست و روے ہیچ احد یرا واز جہت احتراز از تعظیم قبور انتہی ۔

فقیر کہتا ہے کہ تعظیم قبور وہ منع ہے جو مشابہ بت پرستوں کی تعظیم کے ہو، ورنہ صحیح حدیثوں میں قبروں کی توہین کی ممانعت بھی ثابت ہے جیسا کہ اسی مقام پر سفر سعادت اور اس کی شرح میں بھی لکھا ہے کہ قبروں پر نہ بیٹھیں اور نہ ان کو پامال کریں۔

اور یہ واضح رہے کہ فقہ کی کتابوں میں قبروں پر چراغ جلانا مکروہ لکھا ہے مگر جو چراغ قبر کی تعظیم کے واسطے نہ ہو اور اس سے زائرین وغیرہم کو نفع ہو تو وہ اس وعید کے نیچے داخل نہ ہوگا۔ جامع ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ایک قبر میں داخل ہوئے پس آپ کے لیے چراغ جلایا گیا تو آپ نے قبلہ کی طرف سے لاش کو دفنایا۔ یہ ترجمہ ہے حدیث کا۔

---

(۱) مولوی صدیق حسن بھوپالی نے درر بہیہ کی شرح روضہ ندیہ میں، حافظ محمد لکھوی نے انواع محمدی میں اس حدیث کے خلاف واقعہ ترمذی کی طرف اسناد کی ہے کہ یہ دوسرا فقرہ سنن ترمذی وسنن ابن ماجہ میں نہیں ہے۔ نعوذ باللہ ۱۲ منہ عفی عنہ

اور فتاوی عالمگیر یہ میں بہ نقل غرائب لکھا ہے کہ قبر کو ہاتھ سے مسح نہ کرے اور نہ اس کو بوسہ دے کہ یہ نصاری کی عادت سے ہے اور والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کچھ ڈر نہیں ۔ انتہی مترجماً

اور مشکوٰۃ میں جو بیہقی کی شعب الایمان سے ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کے دن ماں باپ یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو بخشا جاتا ہے اور ماں باپ کے حق میں نیکو کار لکھا جاتا ہے ۔ تو اس حدیث کے نیچے شیخ محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں :

ودر بعض روایاتِ فقہیہ بوسہ دادنِ مرقبر پدر و مادر را نیز آمدہ است ۔ انتہی

اور معتبر روایت ہے کہ شاہ عبدالعزیز اپنے والد شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کی قبر کو بوسہ دیتے تھے ۔

اب فقیر کہتا ہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک صحابی نے آپ کے سر مبارک اور قدم مبارک بوسہ دیا تھا جس پر لکھا گیا کہ عالم وزاہد کا قدم چومنا روا ہے ۔ کذا فی الدر المختار ورد المختار ۔ اور ماں باپ کا ہاتھ وسر چومنا ان بوسوں سے ہے جو شرعاً روا ہیں ۔ کذا فی الدر والفتاوی الہندیۃ وغیرہما ۔ اور مومن کی تعظیم حیات وممات میں یکساں ہے اور قبر کو حکم مافی القبر کا ہے ۔ معانی الآثار طحاوی میں ہے :

عن عمرو بن حزم قال رآنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی قبر فقال انزل عن القبر لاتوذ صاحب القبر و لا یوذیک. انتھی

امام ابن الہمام جو مجتہد الوقت تھے ، فتح القدیر میں لکھتے ہیں :

الاتفاق علی أن حرمة المسلم میتا کحرمته حیاً .

غرض فقیر کی اس تحریر سے عوام کو تقبیل قبور کے فتوی دینے کی نہیں کہ خدانخواستہ سجدہ تک نوبت پہنچادیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر احیاناً کسی سے ایسا ہو تو اس پر سخت انکار سے پیش نہ آئیں کہ لاباس بہ ہے ۔

اب یہاں تک جواب ساتویں سوال کا تمام ہو چکا اور اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ قبروں پر چراغ وغیرہ کے مسئلے کے نیچے شیخ محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ صحیح حدیثوں کی رو سے اور زمانِ نبوت وخلافت میں چراغ وغیرہ قبروں پر مکروہ تھے لیکن بعد ازاں مقابر میں تکلّفات پیدا ہوئے اور آخر زمانہ میں اس لیے کہ عوام کی نظر ظاہر مصلحت ہی پر ہوتی ہے ، مشائخ اور

بزرگوں کے مقابر کی تعمیر و ترویج میں کئی چیزیں زائد ہوئیں تا کہ اہل اسلام اور نیکوکاروں کی شان و شوکت ظاہر ہو، خصوص ہندوستان میں مخالفین کے رعب اور انقیاد کا باعث ہے اور بہت سے کام اور اوضاع جو سلف کے زمانہ میں مکروہات سے تھے آخر زمانہ میں مستحسنات سے ہو گئے اور جاہلوں کے رو یہ سے تو بزرگوں کی روح بھی ناراض ہیں۔ نیکوکاروں کے جوار میں دفن اور وہاں پر حضور موجب برکت و نورانیت کا ہے اور مقامات متبرکہ کی زیارت اور وہاں پر دعا متوارث ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قبر امام موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ وعلی اباۂ الکرام تریاقِ مجرب ہے اجابت دعا کے لیے۔ اور قبروں کی زیارت اور ان کے احترام استقبال و جلوس و تادب میں ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں تھا۔ کذا قال الطیبی ۔ یہ خلاصہ ترجمہ ہے عبارت شرحِ سفر کا ص ۳۵۰ مطبوعہ کلکتہ سے۔ اور کتاب زاد اللبیب میں بھی ایسا ہی منقول ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ ایسی باتوں سے منکرین ہر چند زبان درازی کرتے ہیں مگر شرع میں شناخت مصلحت وقت امر اہم ہے۔ اور ردالمحتار وغیرہ میں بھی لکھا ہے کہ اختلاف زمان و مکان سے فتوی مختلف ہو جاتا ہے اور اسی بنیاد پر ہے جو حرمین شریفین میں جمیع مشاہد و مزارات کبرائے دین پر مکلّف غلاف اور سامان روشنی من جانب سلطان اسلام موجود و مہیا ہے اور اعمال کی جزائیات پر ملے گی مطلب اس تطویل کا یہ ہے کہ جن مشاہد پر بنا و غلاف و چراغ ہوں تو بعض انکاران کی زیارت سے محروم نہ رہیں اور دینی فائدہ حاصل کریں۔ واللہ ہو الموفق

سترہواں سوال

ذکر میلاد آنحضرت صلعم کا کرنا ساتھ راگ کے اور جنازہ کے روبرو میلاد پڑھتے جانا اور وقت ذکر ولادت حضرت کے قیام کرنا کسی دلیل شرعی سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور اگر ثابت ہے تو چاروں احکام شرعی میں ہے کون سا حکم ہے فرض یا واجب یا سنت یا مستحب اور جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل میلاد میں حاضر مجلس اور غیب دان سمجھے اس کا کیا حکم ہے؟ ص ۹

جواب: اس سوال میں ایک جگہ درود کو صلعم دوسری جگہ ص جو لکھا ہے یہ منع ہے جس کی تحقیق فقیر نے رسالہ تصریح ابحاث فرید کوٹ میں لکھی ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر خیر جو بہت سے خوارق وارہاصیات پر مشتمل ہے موجب سعادت و برکت ہے۔ کما بین فی محلّہ۔

سائل جو اس ذکر کو راگ سے کرنے کا حکم پوچھتا ہے سو اگر مراد اس کی راگ سے اشعار ذکر خیر کو خوش آوازی سے پڑھنا ہے تو اس کے جائز ہونے میں کیا کلام ہے۔ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو مسجد شریف میں منبر پر بٹھا کر اپنی مدح کے اشعار سنے تھے اور اس پر بہت رضا مند ہوئے تھے پس اب بھی صحیح غرض کے واسطے مشروع خوش آوازی سے جو ویسے اشعار پڑھے جائیں تو اس کے جواز و مندوبیت میں کیا شک ہے اور اگر مراد سائل کی راگ سے مزامیر ہیں تو مزامیر کے ساتھ جو کچھ مذکور ہوگا اس کی غیر مشروعیت اور منع میں کسی کو بھی دین داروں سے کچھ کلام نہیں ہے۔ چاروں امام مجتہدین بہ سند دلائل شرعیہ مزامیر کو حرام فرما گئے ہیں۔ فقہ حنفی کی کتابوں سے بہت سی روایات اس مضمون کی مل جاتی ہیں جن کا نمونہ درمختار کی یہ عبارت ہے:

ان الملاهي كلها حرام .

اور ردالمحتار علی الدرالمختار میں بھی کئی جگہ فتح القدیر ہدایہ کی شرح سے نقل کیا ہے کہ اشعار اگرچہ متضمن مواعظ و حکمتوں کے ہوں تاہم ملاہی پر ان کا پڑھنا منع ہے، نفس آلات کے واسطے نہ تغنی کی وجہ سے۔ یہ ترجمہ ہے اس کی عبارت کا پہلی جلد کے ص ۳۳، پانچویں جلد کے ص ۲۲۲ سطر ۲۷، ۲۸ میں سے۔

اور اس پانچویں جلد میں صوفیا حلیہ کی سماع کی شرائط اور اس امر کا ذکر کہ صدہا سال سے اس سماع کی رخصت منفی ہو چکی ہے موجود ہے جس کے ملاحظہ سے منصف کو بخوبی تشفی ہو جاتی ہے اور جنازہ کے روبرو مولود کا پڑھنا خلافِ ادب ہے۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میرے جنازے کے آگے الحمد یا کلمہ طیبہ و آیت شریفہ پڑھنا بے ادبی ہے، یہ رباعی پڑھیں:

مفلسا نیم آمدہ در کوے تو — شیئا للّٰہ از جمال روے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما — آفریں بر دست۔۔روے تو

كذا فی نفحات الانس و تكملة المقامات المظهرية وغيرهما .

اور وقت ذکرولادت باسعادت کے تعظیم کرنے کی تحقیق میں مولوی عبدالسمیع صاحب رام پوری نے اس ایک رسالہ بنام 'دافع الاوہام فی محفل خیرالانام (۱)' لکھا ہے۔ اور اس میں بہت سی وجوہِ شرعیہ کے اس تعظیم کا استحباب ثابت کیا ہے، اخیر اس تحریر کے یہ ابیات لکھے ہیں۔

شرع کے مفتیان ماہر فن — لکھتے ہیں یہ قیام مستحسن
دیکھو روح البیان کی تحریر — سنو حلبی کی بعدازاں تقریر
عقد مفرد کی دیکھ لو تصحیح — اور علامہ غرب کی تصریح
مفتیوں کی سنو سخن سنجی — اور دیکھو کلام برزنجی
حسن پر اس کے عام فتوی ہے — صورت اجماع کیسی پیدا ہے
دیکھو اب توبہ کرکے چپ رہنا — بھول کر بھی نہ اس میں کچھ کہنا

فقیر کہتا ہے خبر متواتر ہے کہ حرمین شریفین میں بھی اس قیام تعظیمی کا دستور عام ہے۔ اور امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ حرمین شریفین کے اجماع کی پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برانگیخت فرمائی ہے۔ دیکھو ص ۱۰۸۹ مطبوعہ احمدی دہلی میں۔

اور حدیث **ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللّٰہ حسن** جو کتب حدیث وفقہ میں بطور مرفوع وموقوف مروی ہے اس سے بھی بہ وضاحت تمام ثابت ہے کہ جو امر حرمین شریفین تک میں مستحسن اور پسندیدہ ہو جائے تو دین دار مسلمان کو لازم ہے کہ اس کو مان لے، اور کلام نہ بڑھائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعلام الٰہی بعض غیب جانتے ہیں خصوص اعمال امت جو بحکم آیت وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا وغیرہا کے آپ کو بالیقین معلوم ہیں۔ تفسیر فتح العزیز میں اس کا عمدہ بیان ہے۔

---

(۱) یہ رسالہ الحمدللہ فقیر ثاقب رضا قادری کی ترتیب وتخریج کے ساتھ مکتبۂ اعلیٰ حضرت، لاہور سے بنام 'محفل میلاد- کیا اور کیوں؟' شائع ہو چکا ہے۔

صاحب ردالمحتار نے کئی جگہ لکھا ہے کہ انبیا و اولیا کو وحی و الہام سے بعض غیب معلوم ہوتے ہیں بلکہ کتب عقائد اہل سنت میں ہے کہ من جملہ کرامات اولیا کے بعض مغیبات پر اطلاع کا حاصل ہونا ہے اور معتزلہ اس کے منکر ہیں اور بسط اس مسئلہ کی ہمارے رسالہ ’سل الحسام الھندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی‘ میں ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت ردالمحتار کا جلد دوسری کے صفحہ ۲۷۶۔

اور جلد تیرہ کے ص ۲۹۷ سے مولوی اسمٰعیل صاحب کی صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کے ص ۱۷۷ میں ہے کہ روح مقدس حضرت غوث الثقلین و خواجہ نقشبند قدس سرہما کی سید احمد صاحب پر ظاہر ہوئی اور ایک پہر تک سید صاحب کو دونوں ولیوں نے قوی توجہ دی۔ انتہی

پس جب بموجب قول پیشوائے غیر مقلدین کے ولیوں کی روح بغداد و بخارا سے متوجہ ہو کر دہلی میں اپنے ایک مرید کی توجہ کے واسطے آ گئی اور یہ غیب کی خبر ان کو ہو گئی کہ ہمارا مرید دہلی میں ہے چلو اس کو توجہ دیں تو اب اگر روح پُرفتوح سرور عالم جن کو اعمال امت بالیقین معلوم ہیں مجلس مولود میں نور افزا و پرتو افگن ہوئے تو کیا عجب ہے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باعلام الٰہی کسی قدر غیب دان (۱) ہونے کا منکر اہل سنت سے نہیں ہے۔ واللہ ہو الہادی

اکیسواں سوال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ کہنا درست ہے یا نہیں اور التحیات میں اشھد ان محمدا عبدہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو بجائے اس کے کیا پڑھا جائے اور ۔۔۔ ناف کے راستہ ۔۔۔ ہوئے تھے اس واسطے عبدہ نہ کہنا چاہیے سچ ہے یا ۔۔۔ اور اس کا قائل مسلمان ہے یا کافر۔ انتہی

---

(۱) ردالمحتار میں معتبرات سے درج ہے کہ ان النبی یعلم بعض الغیب۔ اور قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے پھر آپ پر غیب دان ہونے کا اطلاق کرنا جیسا کہ متن میں لکھا ہے غور کرنے والے اہل علم کے نزدیک کچھ بھی مستبعد نہیں ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

جواب: قرآن وحدیث واجماع سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور مقبول جن کے برابر ساری خدائی میں کوئی بندہ نہ تھا آپ کو اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ اور پیارا رسول کہنا شرعاً وعقلاً درست ہے، البتہ بوجہ حقارت کہنا پیغمبر بھی خدا کا ایک بندہ ہی تھا کفار کے شعار سے ہے جیسا کہ قرآن میں کئی جگہ کافروں کی طرف سے یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ پیغمبر ہمارے جیسے ہی بندے ہیں اور آپ کا ناف کی راہ سے پیدا ہونا غلط بات ہے، سائل جو اس غلطی پر کفر تک نوبت پہنچانے پر آمادہ ہوئے تو یہ شعار وہابیت سے ہے۔ اہل سنت تو اسلام کے گم راہ فرقوں کے بھی کافر کہنے سے بہت بچتے ہیں چنانچہ ماہر احکام شرع پر مخفی نہیں ہے۔

چھبیسواں سوال

سوال بست وششم: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جواب: امام ضامن کا پیسہ بازو پر باندھنا اور بوقت رخصت کے امام ضامن کے سپرد کرنا اگر بدیں نیت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول ہیں ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ جو حافظ حقیقی ہے محفوظ رکھے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بزرگوں کی توجہ کے اعتقاد کا صحیح ہونا صراط مستقیم غیر مقلدین کی بہت معتبر کتاب سے عن قریب منقول ہو چکا ہے اور ہماری کتابوں میں بھی ایسا ہی ہے۔ مقامات مظہریہ میں لکھتے ہیں :

> التفات حضرت غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچ یکی از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک آنحضرت بجاش مبذول نیست ہم چنیں عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف ست مغلان درصحرا وقت خواب اسباب واسپاں خود درحمایت حضرت خواجہ میسپارند(۱) وتائیدات ازغیب ہمراہ ایشاں میشود انتہی۔

---

(۱) قرآن مجید میں حضرت جبرائیل علی نبینا وعلیہ السلام سے حکایت ہے کہ: لاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا. میں بخشوں تجھ کو اے مریم فرزند دانا۔ علی ہذا القیاس قرآن وحدیث میں اس کے نظائر بہت ہیں جن سے جواز ان کلمات مجازیہ کا ثابت ہے۔ ۱۲منہ عفی عنہ

پس معلوم ہوا کہ یہ لفظ سپرد وغیرہ الفاظ توسلی ہیں، حافظ حقیقی اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے، ایسے الفاظ پر شرک تک نوبت پہنچانی وہابیوں کا کام ہے۔ ہاں! اگر کوئی جاہل کسی ولی بلکہ نبی کو مستقل سمجھ کر ایسے الفاظ کا استعمال کرے تو وہ داخل شرک ہے اور جہال کے اقوال خارج المبحث ہیں۔ کسی قدر واقف اور دین دار اہل اسلام میں استقلال کا اعتقاد نہایت ہی بعید معلوم ہوتا ہے، بالفرض کسی کا جو ایسا خیال ہو تو اس کو ملایمت سے سمجھا دینا حکم شرعی ہے اور مہما امکن کافر وغیرہ کہنے سے تحرز کرنا دین داروں اہل سنت کا شعار ہے۔ واللہ ہوالہادی

اٹھائیسواں سوال

زید کہتا ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت پیر کی تصنیف نہیں ہے اور اگر ہے تو اس میں حنیفہ کو مرجئہ لکھا ہے یہ کسی مردود کا ملایا ہوا ہے یہ بات سچ ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو زید گناہ گار و بے ادب ہوا یا نہیں؟ ص ۱۳ کو ملخصاً

جواب: بعض محققین نے لکھا ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں کہ اس میں کئی ضعیف وغیرہ حدیثیں موجود ہیں مگر مشہور یہی ہے کہ یہ کتاب آپ کی تالیف ہے اور فرقہ حنفیہ کو مرجئہ میں داخل کرنا چونکہ فی الواقع خلاف نفس الامر ہے، اس لیے مولوی عبدالحکیم فاضل سیالکوٹی مترجم غنیۃ وغیرہ بہت سے اکابر علما نے تصریح کی ہے کہ کسی معاند حنفیہ نے یہ کلام اس کتاب میں ملا دی ہے پس جھوٹے اور مدلس کو مردود کہنا داخل بے ادبی نہیں۔

نواں سوال

بعض کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے حضرت ملک الموت سے روحوں کی زنبیل چھین لی تھی جس سے ہزاروں مردے جی اٹھے اور ایک عورت آپ سے دعا و اولاد چاہنے۔۔۔۔۔ لوح محفوظ سے دیکھ کر فرمایا تیری قسمت

میں اولاد نہیں وہ رونے لگی تو آپ نے فرمایا: یاالٰہی تیرا نام بھی قادر ہے اور میرا نام بھی قادر ہے۔۔۔۔۔۔ نہیں تو میں نے اس کو سات بیٹے دیے چنانچہ اس کے سات بیٹے ہوئے اور کسی کی ناؤ ڈوب گئی بعد ۱۲ سال کے آپ نے وہ نکالی یہ باتیں صحیح سے ثابت ہیں یا نہیں؟ یہ اعتقاد کہ آپ ملک الموت سے روح چھین سکتے ہیں صحیح ہے یا نہیں اور ایسا اعتقاد کیا ہے؟۔ ص ۸

جواب: حضرت غوث الثقلین کا حضرت ملک الموت علی نبینا وعلیہ السلام سے روحوں کا چھین لینا اور کسی عورت کو اپنے حکم سے سات فرزند دینا کسی معتبر کتاب میں نظر نہیں آیا اور اہل سنت کے عقائد کے برخلاف معلوم ہوتا ہے۔ ولی کو رسول فرشتے پر فضیلت نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقۃً اولاد دینے والا ہے۔ کذا فی معتبرات العقائد۔

اور بارہ سال کے بعد ڈوبی ہوئی ناؤ کا حضرت کی دعا سے نکلنا بعض کتابوں میں مذکور ہے اور یہاں تک مشہور ہے کہ بغداد شریف میں ایک محلّہ اس شخص کے نام پر آباد ہے جس کی بارات ڈوبی ہوئی نکلی تھی۔ اور ولی کی دعا سے مردوں کا زندہ ہو جانا کرامات اولیا میں داخل ہے جو اہل سنت کے نزدیک حق ہیں اور اس ناؤ کے نکلنے کو یوں تعبیر کرنا کہ حضرت پیران پیر ڈوبی ہوئی ناؤ کو اپنے حکم سے نکال سکتے ہیں جیسا کہ سائل نے لکھا ہے، یہ وہابیوں کی عادات سے ہے کہ خواہ مخواہ مسلمانوں کی درست باتوں کو اُلٹا پلٹا کر غلط بنانا پھر ان کو کافر کہہ کر اپنے ہم مسلکوں کا دل بہلانا ہے۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

اہل حق کے نزدیک لازم ہے کہ مسلمانوں کو رفق اور ملایمت سے سمجھائیں اور بصورت بولنے کسی کلمہ نامشروع کے باوصف یہ کہ وہ بہت وجوہ سے کفر کا کلمہ ہو حتی الامکان اس کی تاویل کر کے مسلمانوں کو اِسلام سے خارج نہ کریں اور ہو سکے تو کفار کو مسلمان بنائیں۔ **ونعم ماقیل** ؎

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

واللہ ہوالموفق۔

حضرت مولانا و مرشدنا نے ذکر اس کرامت کا جو نظم فارسی میں کیا ہے تو بعد التجا کرنے پیر زال کے حضرت پیر صاحب قدس سرہ کی دعا کا حال یوں لکھا ہے :

پس پیر پیراں با صفا در سجدہ شد پیش خدا
با عجز و زاری و بکا شد ہمتش مشکل کشا

یا رب مرا ایں اموت را در جوف حوت اقوات را
ہر جزو جز و اشتات را از فضل خود زندہ نما

سر مد بسجدہ ہم چناں کر جائے غرق آمد فغاں
کشتی پر از مردان زناں پیدا شدہ بر روئے ما

چوں این کرامت شد مبیں شد خلق را راسخ یقیں
برو درب العلمیں بر حشر نشر و بر جزا

ظاہر چو شد ایں طرفہ سر بسیار منکر شد مقر
گشتند کافر منکسر شد مومناں را اعتلا

رہا یہ جو سائل نے **دسویں سوال** میں تعزیہ بنانے اور اس کی تعظیم کرنی اور اس پر منت ماننی اور اس کے سوم وغیرہ کرنے اور شدی نعل جھنڈے بنانے کا اور ان کاموں پر خرچ کرنے کا اور ایسے کاموں میں شریک ہونے کا حکم پوچھا ہے پھر **بارہویں سوال** میں عالمگیر بادشاہ کے قاضی قوی کو زیارت ہونے حضرت امام حسین سلام اللہ علیہ وعلی اباءٔ الکرام کی اور خود عالم گیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو کر حکم موقوفی تعزیہ کے بعد تعزیہ کے بنانے کا حکم دینا پھر **پندرہویں سوال** میں تعزیہ پرستی گور پرستی نجومی رمال جوتسی سے پوچھنا اور شادی کی تاریخ برہمن سے پوچھ کر مقرر کرنا اور ملا سے فال دکھلا کر غیب کی خبریں پوچھنے کا حکم جو مولوی مفتی قاضی ایسے کاموں میں شریک و حامی ہوان کے پیچھے اقتدا کا حال پوچھا ہے۔

پھر **انتیسویں سوال** میں زید کا یہ قول نقل کر کے کہ اگر تعزیہ برا ہے تو اس کے ساتھ سینکڑوں نیکی کے کام ہوتے ہیں، قرآن و درود پڑھا جاتا ہے، کھانا ملتا ہے، خیر خیرات بہت ہوتی ہے جب

اتنے نیک کام ہوئے تو ایک گناہ کا کیا ٹھکانہ ہے بلکہ وہ گناہ بھی نیکی میں داخل ہو جاتا ہے۔ سائل نے پوچھا کہ یہ بات حق ہے یا ناحق ہے تو زید اس عقیدہ سے مسلمان رہا یا مشرک ہوا۔

پھر تیسویں سوال میں ۔۔ زید کا یہ قول نقل کر کے ایک مرتبہ علما نے تعزیہ کے برا ہونے پر فتوی دیا تھا، ایک ملا نے ان کے مخالف ہو کر کہا کہ اب لوگ شرع پر قائم نہیں پھر تعزیہ کیوں موقوف کرتے ہو اس کے بہانہ سے لوگ حسین کا نام لیتے ہیں جہاں اور گناہ ہیں ایک یہ بھی سہی، تب سب علما ساکت ہوئے۔ سائل نے پوچھا کہ یہ بات سچ ہے یا جھوٹ اور جو شخص ایسا کہے اس کا کیا حکم ہے وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ اور تعزیہ پرست وغیرہ کو مشرک کہنا جائز ہے یا نہیں مشرک کی بیٹی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟۔

تو ان کا جواب یہ ہے کہ تعزیہ بنا کر اس کی تعظیم کرنی اور منت ماننی مشابہ بت پرستوں کے شعار سے ہے اور گور پرستی ہے اس لیے بہت سے علمائے دین نے اس کو حرام لکھا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالی نے شہدا کو زبان سے مردہ کہنا اور دل سے بھی مردہ جاننے سے نہی فرمائی ہے کہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۝ (سورۂ بقرہ:۲/۱۵۴)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۝ (سورۂ آل عمران:۳/۱۶۹)

پس جب عموماً شہدا کی قبروں کی نقلیں بنانی خدا تعالیٰ کی سخت بے فرمانی ہے اور قرآن وحدیث میں صبر اور تحمل کے واسطے فرمایا ہے ماتم جزع فزع سے مسلمانوں کو سخت دھمکایا ہے پس تعزیہ وغیرہ بنانا اور اس میں مال خرچ کرنا اور ترغیب دلانا کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ایسی بدرسموں سے بچائے۔

اور یہ خیال کہ اس سے حسنین کی یاد ہوتی ہے محض خام اور دھوکہ دہی شیطان کی ہے۔ قرآن وحدیث کے مخالف کاموں میں یادگیری کیا ان کی نقلیں بنا کر ان کے دشمنوں میں شامل ہو کر بالیقیں ان کی ارواحِ طیبہ کو ناراض کر کے غضب الٰہی میں آنا ہے۔ اللہ تعالی محفوظ رکھے۔

اور حکایات زیارات کی محض بناوٹی اور جھوٹ ہیں۔ مخالفین اہل سنت کیا کیا بہتان بندیاں نہیں کرتے ہیں، خواب اور زیارت کی ابلہ فریبیوں سے گزر کر کتابوں پر بہتان کر کے شائع کرتے

ہیں جیسا کہ سائل نے بیسیوں سوال میں کارستانیاں کی ہیں جس کا جواب اوپر قلم بند ہو چکا ہے۔ اور ایک رسالہ اثبات تعزیہ داری و ماتم میں سید ارشاد علی اثنا عشری مطبوعہ مطبع حسینی لکھنو ۱۲۹۴ھ موسوم بہ تعزیہ الم، فقیر کو ایک دوست نے دکھایا جس کے دیباچہ میں درج ہے کہ تعزیہ داری و ماتم جناب حسین علیہ السلام کو اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کیا ہے، پھر ابتدا میں فتاوی عالمگیریہ وغیرہ سے لکھا ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ بہشت کی چوکھٹ اور حورعین کی پیشانی کو بوسہ دوں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کے قدم اور پیشانی کو چوم لے۔

اس نے عرض کی: وہ مر گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کی قبروں کو بوسہ دے۔ اس نے عرض کی کہ ان کی قبریں بھی مجھ کو معلوم نہیں۔ آپ نے ارشاد کیا دو خط بصورت قبر کھینچ کر ان کو والدین کی قبریں تصور کر کے بوسہ دے کہ تیرے واسطے کافی ہے۔

پھر جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ عائشہ صدیقہ گڑیاں بنا کر کھیلتی تھیں اور ابطال الباطل سے لکھا ہے کہ وہ تصویریں گھوڑوں کی تھیں اور گھوڑوں کی تصویریں بنانی حرام نہیں ہیں پس اس بات سے صاف معلوم ہوا کہ ذی روح کی تصویر بنانی اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔

اور شرح دلائل الخیرات سے لکھا ہے کہ جبرئیل صورت عائشہ کی سبز حریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے، نیز دلائل الخیرات وغیرہ میں تصویر روضہ منورہ و منبر شریف اور تصویر قبر خلیفہ اول و دوم و تصویر نعل مبارک وغیرہ لکھی ہیں جبکہ اہل سنت کی کتابوں سے ذی روح و غیر ذی روح دونوں کی تصویر بنانی جائز ہوئیں تو تعزیہ کی ممانعت جو نقل روضہ امام حسین علیہ السلام ہے انصاف سے بعید ہے۔ تصویر نعل چرمی پاؤں کے باعث برکت ہو اور نقل روضہ امام علیہ السلام سبب برکت نہ ہو اسے بت پرستی کہیں۔ انتہی من صفحہ ۱، ۲، ۳ ملخصاً

فقیر کہتا ہے کہ ارشاد علی اثنا عشری نے اس تحریر میں بہتان و افترا و کذب و دھوکہ دہی کا کوئی ادنیٰ دقیقہ بھی فروگذاشت نہ چھوڑا۔

اوّل فتاوی عالمگیریہ وغیرہ سے جو حدیث موضوع نقل کی ہے ایک تو فتاوی عالمگیریہ پر بہتان کیا۔ دوسرا اتنا بھی نہ سمجھا کہ فقہ کی کتابوں میں روایاتِ فقہیہ ہوتی ہیں حدیث کو ان سے کیا نسبت۔

فقیر سارے اثنا عشری لوگوں کو اعلان کرتا ہے کہ اگر یہ حدیث فتاوی عالمگیریہ سے نکال دیں

جو کچھ مانگیں ہم ان کو نذرانہ دیں، و در صورتِ خلاف گوئی ذرا شرمائیں اور دروغ گومیگویم بروے تو سے باز آئیں کہ حق تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے کہ **لعنۃُ اللّٰہِ علَی الکاذبین o**

دوم اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالت صغرسنی میں ایسی گڑیوں سے کھیلنے سے جن کی کوئی اصلی صورت و ما بہ التمیز ظاہر نہ تھی جیسا کہ دینی کتابوں میں لکھا ہے یہ نتیجہ نکالنا کہ ذی روح کی تصویر بنانی اہل سنت کے نزدیک جائز ہے سوائے ارشاد علی کے کسی ادنی دانش مند کا کام بھی نہیں ہے کیونکہ اہل سنت کی جمیع مبسوطات فقہ و احادیث و تفاسیر میں درج ہے کہ ذی روح کی تصویر بنانی حرام و گناہ کبیرہ ہے اور کفار کے بعد ایسے مصوروں کو عذاب ہوگا۔

سوم حضرت جبریل امین بحکم رب العالمین جو کوئی شبیہ سید المرسلین کے پاس لے آئیں تو اس میں کیا قباحت ہے گناہ تو بنی آدم پر ہے اگر ذی روح کی تصویر بنا کر خالق بلا شبیہ سے تشبیہ پیدا کرے۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ وہ شبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھائی گئی تھی پس عالم رؤیا کی بات کو احکامِ دنیویہ سے کیا تعلق ہے؟۔

چہارم دلائل الخیرات وغیرہ میں جو شبیہ کعبہ و روضۂ منورہ کی ہے تو شرعاً ان کا بنانا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب یعنی کسی طرح کا اس میں ثواب نہیں صرف اباحت ہے اور نہ یہ حکم ہے کہ اس کو دیکھ کر اصل کی سی تعظیم کرو، پس اس سے تعزیہ کا جواز نکالنا جس میں شہدا کو مردہ بنانا ہے اور گور پرستی کے گناہ کے سوا اور کئی قباحتیں موجود ہیں سوائے سخت بے انصافی کے اور کیا تصور کیا جائے!۔ واللہ ہو الہادی

پھر اسی رسالہ تعزیہ الم کے صفحہ ا میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں خاک بسر ہونا اور سینہ زنی اور چاک گریباں ہونے کی دلیل کتاب الاستیعاب سے لکھی ہے کہ جناب رسول خدا نے طلاق دی بی بی حفصہ دختر خلیفہ دوم کو اور خبر یہ خلیفہ دوم نے سنی تو اس وقت خاک اپنے سر پر ڈالی انتہی بلفظہ

فقیر کہتا ہے کہ اس میں بھی دو بہتان ہیں نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تھی اور نہ اس کی خبر سن کر شہ سوار میدان ولایت وعدالت جناب خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ خاک بسر ہوئے تھے، حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کے بدگوؤں کو دیکھ کر کہہ دیا کرو کہ تمہاری شرارت پر خدا ذوالجلال کی لعنت ہو۔

الغرض! اس رسالہ میں اس قدر بہتان و کذب و دھوکہ بازیاں ہیں جن کے شمار کے لیے ایک طومار مرتب ہو، اضلال علی کا نام ارشاد علی رکھنا از قبیل: 'برعکس نہند نام زنگی کافور' کے ہے۔

فقیر اتنا لکھ چکا تھا کہ پھر اسی دوست (۱) سے ایک اور رسالہ کے براہین الانصاف مطبوعہ جعفری پریس لاہور ۱۳۰۴ھ مولفہ سید زین العابدین ساکن بٹالہ کا دیکھنے میں آیا جس میں حامیانِ دین اسلام صحابہ کرام و مجتہدین عظام و اولیا خدا ذوالجلال والاکرام کے حق میں بہتان بندی اور خلاف ورزی کی رو سے سخت زبان درازیاں کر کے اسلام کو بدنام کیا ہے، ہر چندان لوگوں کے جواب میں رسالہ ہدیۃ الشیعتین فقیر کا منصفوں کے لیے کافی ہے مگر اس جگہ کئی بہتان اس کے قلم بند کرتا ہوں تا کہ عوام اہل اسلام اس کی دھوکہ دہی سے بچیں۔

واضح رہے کہ براہین الانصاف کے صفحہ ۵۹ کی ابتدا میں چاروں امامان اہل سنت پر لعنت کرنے کی دلیل کے بیان میں ہرزہ درائی کر کے سطر اخیر میں میزان شعرانی کے ص ۶۳ سے لکھا ہے :

و کان الإمام أبو حنیفة اذا افتی یقول هذا رائ أبی حنیفة .

یعنی تھا امام ابوحنیفہ کہ جب فتوی دیتا تھا تو کہتا تھا کہ یہ رائے ہے ابی حنیفہ کی۔ انتہی بلفظہ

اور نیز اس کے ص ۵۹ سطر ۱۵ سے ۱۹ تک ہے اور میزان الشعرانی کے ص ۶۲ میں لکھا ہے :

و کان الامام الجعفر یقول من اعظم فتنة یکون علی الامة قوم مقییون فی الامور برائهم فینهدم الاسلام بذلک .

یعنی امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ بڑا فتنہ ہوگا اوپر امت کے کہ ایک قوم قیاس کرے گی بیچ امروں کے ساتھ رائے اپنی کے پس گرائے گی اسلام کو ساتھ اس قیاس کے۔ انتہی

اور اوپر اس کے دراسات اللبیب وہابی کی کتاب سے نقل کرتا ہے کہ امام جعفر صادق نے ابو حنیفہ سے کہا کہ پہنچا ہے ہم کو کہ تُو قیاس کرتا ہے نہ قیاس کر کہ اوّل جس نے قیاس کیا تھا وہ ابلیس ہے۔ جب امام جعفر صادق سے ثابت ہوا کہ پہلے قیاس شیطان نے کیا تھا پس خدائے تعالی نے فرمایا :

Naraeislam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

---

(۱) یعنی خلیفہ محمد فضل الرحمٰن صاحب امام جامع مسجد کنپ فیروز پور۔ ۱۲

وَاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ o (سورۂ حجر: ۱۵/ ۳۵)

ابوحنیفہ پر بھی بسبب قیاس کرنے کے مثل ابلیس کے لعنت ہوئی۔ انتہی ملخصاً

اب اہل حق پر روشن ہو کہ اس شخص نے پہلے نقل میں سخت خیانت یہ کی ہے کہ عارف شعرانی نے میزان کبریٰ میں لکھا ہے کہ چاروں امام مخالف شرع رائے کی مذمت کرتے ہیں پہلا ان ۔۔۔۔۔۔ ہر رائے مخالف شرع سے بیزار ہے جھوٹ ہے جو بعض متعصب اس امام کی طرف رائے کی نسبت کرتے ہیں یہ متعصب قیامت کے دن امام کے روبرو سخت فضیحت ہوں گے جس کے دل میں نورِ ایمان ہے وہ کسی کو چاروں اماموں سے بُرا نہیں کہتا ہے۔ الخ

پھر آگے اس کے امام صاحب کی تبری رائے کی دلیل میں لکھتے ہیں:

و کان اذا افق یقول ھذا رائ ابی حنیفة و ھو احسن ما قدرنا علیه فمن جاء بأحسن منه فھو اولی بالصواب . انتھی

اس مقولہ میں سے اخیر عبارت میزان شعرانی کی جو امام صاحب کے نہایت انصاف اور کمال اتباع شرع کی دلیل تھی سقط کر کے صرف پہلا فقرہ نقل کیا اور اس کو رائے کے مخالف شرع پر حمل کر کے معاندانہ اور حاسدانہ طور پر جو جی میں آ گیا کہہ دیا۔

پھر دوسری نقل میں امام ہمام سیدنا جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی اباءٔ الکرام علاوہ اس سے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت کے نزدیک امام بحق ہیں شیعہ کے ہی اتفاق سے امام معصوم ہیں جن کے کلام کو تحریف کرنا اور ان کے مخالف مرضی حکم کو ان کی طرف نسبت کر دینا کفر تک نوبت پہنچا دیتا ہے بہتان کر دیا کہ ان کے کلام کے اخیر سے یہ عبارت کہ **یحرمون ما احل اللّٰه و یحلون ما حرم اللّٰه** کو جو صریح بتلا رہی ہے کہ حضرت امام کے نزدیک وہ رائے جو مخالف شرع کے ہو بُری ہے سقط کر کے بجائے اس کے یہ فقرہ کہ **فینھدم الاسلام بذلک** کسی اور کے کلام کو امام ہمام کی طرف نسبت کر دیا۔

پھر یہ شخص مؤلف براہین الانصاف کا اس قدر علم سے عاری ہے کہ **فتنةِ** کی صفت **تکون** کو جو مؤنث چاہیے اور میزان شعرانی میں بھی یوں ہی منقول ہے، **یکون** لکھتا ہے اور **فینھدم** جو انہدام لازمی سے ہے اس کے معنی متعدی کے کرتا ہے۔ پھر دراسات اللبیب سے بہ سند امام شعرانی

Naraseislam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

جو امام ہمام سیدنا جعفر صادق سے امام صاحب کی زجر نقل کی ہے وہ بھی ہیچ پوچ ہے دو وجہ سے :

اوّل تو یہ کہ امام شعرانی نہایت ثنا خواں ہے ائمہ اربعہ خصوص امام اعظم رضی اللہ عنہم کا جیسا کہ ان کی میزان سے اوپر ابھی کچھ منقول ہوا ہے پس شعرانی کی سند سے امام صاحب کی توہین ثابت کرنا محض خلاف واقع اور نرا بہتان ہے۔

دوم یہ کہ شیعہ کی معتبر کتابوں سے مثل نہج الحق و منہج الکرامہ سے ثابت ہے کہ امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی اباءَ الکرام نے امام اعظم کو فرمایا تھا کہ تو میرے جد بزرگ وار کی سنت کو زندہ کرنے والا ہے اور سیدھے راستہ کی طرف رہنما ہے اور ایسا ہی ان کو حضرت باقر و زید شہید سلام اللہ علیہما نے اجازت فتوی کی دی ہے۔ چنانچہ فقیر نے اصل عبارت اس کے عبارت شرح تجرید کے رسالہ ہدیۃ الشیعتین میں نقل کی ہے۔ **من شآء فلینظر ثمّہ .**

اور شیعہ کا ہے کہ اجتہاد کا جامع ہو وہ واجب الاطاعت ہے پس جو شخص امام ابوحنیفہ کو واجب الاطاعت نہ جانے تو اس نے ائمہ اہل بیت اطہار کی شہادت کو رد کیا ہے جو شیعہ کے نزدیک کفر ہے -کما حققہ فی التحفۃ الاثنا عشریۃ من معتبرات الشیعۃ- جب امام صاحب کے واجب الاطاعۃ نہ جاننے والے کی کفر تک نوبت پہنچی شیعہ کے اصول کی رو سے تو امام صاحب پر لعنت کرنے والے کا حال تو کافروں سے بھی زبوں تر ہوا۔ **فویل لصاحب براھین الانصاف الذي ھو مظھر الکفر والجور والاعتساف .**

پھر اسی براہین کے ص ۶۷، ۶۸ میں بہت سی فقہ حنفی کتابوں کے نام لکھ کر ایک عبارت عربی لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مثلث عنبی اگرچہ شدید ہو جائے ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے تو اس کے ترجمہ میں لکھا ہے یعنی سکر پیدا ہو جائے اور نیز اپنی طرف سے یہ بھی لکھا ہے کہ سوا شراب انگور اور خرما کے اور سب قسم کی شراب مباح ہے، اگرچہ سکر کرے سطر ۵، ۶، ص ۶۸ سو یہ بھی نرا بہتان ہے کیونکہ مسند امام اعظم میں حدیث **لا تشرب مسکرا** اور حدیث **حرمۃ الخمر بعینھا قلیلھا وکثیرھا والمسکر من کل شراب** موجود ہے۔ اور ہدایہ وغیرہ میں بھی یوں ہی ہے اور نووی شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جو شراب مسکر ہو وہ باجماع مسلمین حرام ہے۔ دیکھو دوسری جلد کے ص ۱۶۴ میں ۔ اور حنفی مذہب میں فتوی اسی پر ہے کہ جس شراب کا کثیر مسکر ہو تو

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

قلیل بھی حرام ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔

پس اس ظالم بہتانی سے منتقم حقیقی بدلہ لے، پھر اسی براہین کے ص ۶۸، ۶۹ میں امام مالک سے جوازِ لواطت غلام و منکوحہ نقل کر کے اس امام ہمام کے حق میں بھی بہت ہرزہ درائی کی ہے اور یہ بھی نرا بہتان ہے، کیونکہ خود امام مالک رحمہ اللہ کی موطا میں باب حد اللواطہ میں ابن شہاب سے لکھا ہے کہ لوطی کے واسطے رجم یعنی سنگ سار کرنا ہے محصن ہو یا غیر محصن اس کی شرح عربی میں شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ مذہب امام مالک کا بھی ہے کہ لوطی کو رجم ہے محصن ہو یا غیر محصن۔ اور میزان شعرانی و طیبی شرح مشکوۃ وغیرہما میں ایسا ہی لکھا ہے، نیز موطا امام مالک کے کتاب النکاح میں ہے :

باب یحرم الایتان فی الدبر و یحل فی قبلها من جانب دبرها قال اللّٰه تعالی: نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ .

اور اس کی شرح عربی میں ہے کہ باتفاق اہل علم ایسا روا ہے اور عورت سے لواطت حرام ہے۔ انتہی مترجماً

اب اس سے صریحۃً بہتان بندی شیعہ کی ثابت ہوئی۔ پھر اسی صفحہ ۶۹ میں امام شافعی علیہ الرحمۃ سے طہارتِ منی کے مسئلہ میں نووی شرح صحیح مسلم کی عبارت **بل یحل أکل منی** لکھ کر اس کا ترجمہ یوں کیا ہے بلکہ حلال ہے کھانا منی کا۔ سطر ۱۳ میں دیکھو۔

سو یہ بھی اس شخص کی تحریف اور بہتان بندی ہے کیونکہ نووی شرح صحیح مسلم میں **هل یحل أکل المنی** بطور استفہام کے لکھ کر اخیر میں لکھا ہے کہ حلال نہیں، کیونکہ منی گندگی ہے اور جملہ خباثت مرحمہ میں سے ہے۔ مطبوعہ احمدی کے پہلی جلد کے ص ۱۴۰ سطر ۲۴ میں دیکھو۔

پس اس شخص نے واوٗ عاطفہ کو حذف کر کے اہل استفہامہ کو بل سے تحریف کر کے اخیر ساری عبارت کو سقط کر کے بہتان کر دیا کہ منی کا کھانا شافعی کے نزدیک روا ہے۔ واللہ عزیز ذو انتقام۔

اور اسی براہین کے ص ۶۹ میں لکھا ہے اور کتاب فتح القدیر اور ہدایہ کی کتاب الاشربہ میں ہے کہ امام حنبل بھنگ نوشی واسطے خوشی کے جائز جانتا ہے۔ انتہی

فقیر کہتا ہے کہ یہ بھی اس شخص کا بہتان ہے۔ فتح القدیر اور ہدایہ کے باب الاشربہ میں اس کا نام و نشان تک نہیں ہے اور خود امام احمد کی مسند میں حدیث مروی ہے کہ **ما اسکر کثیرہ فقلیله حرام .**

ردالمحتار میں ہے: رواہ احمد وابن ماجۃ الدارقطنی وصححہ ص ۲۹۳ جلد ۵ پھر اسی صفحہ میں ردالمحتار کے ابن تیمیہ حنبلی مذہب سے اجماع اس پر نقل کیا ہے کہ حشیشہ یعنی ورق القنب جس کو ہندی میں بھنگ کہتے ہیں حرام ہے اور اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔ انتہی مترجماً

اور درمختار میں بھی معتبرات سے نقل کیا ہے :

من قال یحل البنج والحشیشة فهو زندیق مبتدع .

ردالمحتار میں ہے کہ اس کو فتح القدیر و بحرالرائق وغیرہما میں تسلیم کیا گیا ہے۔ الغرض صاحب براہین الانصاف بہتانات میں سخت جری ہے، اور یہ نہیں جانتا کہ بہتان غیبت سے بدتر ہے جو ماں سے زنا کرنے سے بہت بری ہے۔ کما جاء فی الحدیث۔

رہا یہ کہ اسی صفحہ ۶۹ براہین میں امام شافعی رحمہ اللہ سے جواب لعب شطرنج نقل کر کے اس سے روا ہونا قمار بازی کا ان کے نزدیک ادعا کیا ہے جس پر کسی شیعہ ناصر خسرو کے یہ ابیات لکھتا ہے ؎

شافعی گفت کہ شطرنج مباحت مدام　　کج مبازید کہ جز راست نفرود امام
بوحنیفہ بہ ازیں گفت در احوال شراب　　کہ ز جوشیدہ بخور رنبود بر تو حرام
حنبلی گفت چو در ورطہ غم درمانی　　اندکی بنگ خور و سوئے احبا نجرام
گر کنی پیروی مفتی چارم مالک　　او ہم از بہر تو تجویز کند وطی غلام
بنگ و می خور و کون میزن و خوش باز قمار
کہ مسلمانی بریں چار امام ست تمام

انتہی من صفحہ ۶۹، ۷۰۔

فقیر کہتا ہے کہ اس تمام ہذیانات کا بہتانات ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ اب شطرنج قمار بازی کی افترا پردازی کا حال سنو کہ بہت سی کتب فقہ میں ہے کہ شطرنج میں جب قمار نہ ہوا اور نہ کسی واجب میں خلل پڑے اور نہ اس میں قسمیں کھائے اور نہ اس پر مداومت کرے اس صورت میں امام شافعی مباح جانتے ہیں یعنی واسطے تیزیِ عقل کے اور اگر ان چار چیز سے ایک بھی پائی جائے تو شطرنج بازی باتفاق ائمہ اربعہ کے حرام ہے۔ کذا فی الدر المختار وردالمحتار وغیرہما

پس قمار لگا کر شطرنج ہمیشہ کھیلنے کو امام شافعی کے نزدیک روا کہنا جیسا کہ ناصر خسرو نامۂ اعمال سیاہ کررہا ہے محض باطل وافترا ہے۔

الحاصل شیعہ کا دین جھوٹ بولنا اور بہتان کرنا اور نیک راہ سے اہل اسلام کو دھوکہ دے کر ہٹانا ہے اور برائے نام مومن کہلانا ہے جو قرآن وحدیث سے منافقین کی صفت ہے۔ ہاں کیوں نہ ہو کہ ان کا مقتدا اور بُرا پیشوا عبداللہ بن سبا یہودی منافق تھا جیسا کہ اپنے مقام پر مبین ہے۔ اور ائمہ اربعہ کا قبول اور مدارج علیا اسلام پر وصول ایسا نہیں کہ کسی کے غوغا وغیرہ سے کچھ نسبت ہو جائے۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
ہر آنکس فف زند ریشش بسوزد

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ○

پھر اس براہین کے صفحہ ۵۷ میں حضرت محبوب سبحانی سید السادات شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے بُرا کہنے کی دلیل یہ لکھتا ہے کہ الشیخ عبدالقادر الجیلانی انه کان مشکوک النسب اس سے سید ہونا کجا ان کا شیخ ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ انتہی ملخصاً

فقیر کہتا ہے: اول تو یہ بھی نرا بہتان ہے، اس لیے ابن جوزی علیہ الرحمہ کی کسی کتاب کا نام نشان نہیں لکھا ہے اور سوائے براہین والے کم علم کے اس عبارت کو ابن جوزی کثیر العلم کی طرف کوئی نسبت نہیں کرسکتا ہے کیونکہ علاوہ دوسرے قبائح لفظی معنوی اس کے لفظ کان کا بالکل بے محل ہے ہم عصروں کے کلام میں اس کو کیا گنجائش ہے۔

دوم اگر مان لیں کہ ابن جوزی نے اس قسم کی کچھ بات کہی ہوگی تو اس کا کہنا داخل اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت غوث الثقلین کا ہم عصر اور منکر تھا صوفیہ کرام کا۔ کمافی ترجمۃ المشکوٰۃ والفصول الستۃ وغیرہما۔ اور قول اقران کا ایک دوسرے حق میں خصوص جب مذہبی تغائر ہو غیر مقبول ہے، کیونکہ حسد سے انبیا وصدیقین ہی بچے ہیں۔ قاله جماعة من الائمة الكبار. كذا فی ردالمحتار وغیرہ.

سوم اگر مان لیں کہ یہ قول مقبول ہے تاہم غیر معتبر عندالفحول ونامعقول ہے کیونکہ اس میں یہ کچھ بھی تشریح نہیں کہ حضرت کے نسب میں کیا خلل تھا پس حرج غیر مفسر نا معتبر ہوا کرتی ہے۔ کما بین

فی موضعہ۔ پھر براہین کے ص ۷۸ گلستان بلبل شیراز کی یہ عبارت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ راویدم کہ درخانہ کعبہ روے برحصا نہادہ میگریست و مینالیدومی گفت کہ خدایا و روز قیامت مرانابینا برانگیز تادرروے نیکاں شرمسار نکردم۔ انتہی

نقل کر کے پھر لکھتا ہے کہ بعض سنیوں نے لفظ دیدکم شنیدکم سے بدل کر دیا ہے تاکہ زمانہ اس کا موافق رہے اس شعر کسی صوفی کے ؎

منیئش کامل و عاشق تولد
وفاتش داں زمعشوق الہٰی

فقیر کہتا ہے کہ تحریف کتب شمیہ فرقہ شیعہ سے ہے، سنیوں سے اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرائے۔ اوپر کی تحریفات سے اگر کسی قدر رہ گیا۔ اب اس عبارت گلستان کا حال جو مکتبوں اور مدرسوں میں لڑکوں کی بھی زیر نظر ہے دیکھو کہ اس شخص نے کتنی تحریفات اس میں کی ہیں۔

اول ابتدا میں لفظ ’’شیخ‘‘ کا بڑھا دیا ہے۔

دوسرا ’’دیدند‘‘ کو ’’دیدم‘‘ سے تبدیل کر دیا ہے ’’رحمۃ اللہ‘‘ کے اخیر سے لفظ ’’علیہ‘‘ کو گرا دیا ہے ’’درحرم کعبہ‘‘ کو ’’درخانۂ کعبہ‘‘ بنایا ہے۔ ’’نہادو بودمی گفت‘‘ کے درمیان سے لفظ ’’بود‘‘ کو حذف کر کے دو لفظ ’’میگریست و مینالید‘‘ جو دونوں کا جامع ہونا سخت قبیح ہے زیادہ کیے ہیں۔ ’’اے خداوند‘‘ کو ’’خدایا‘‘ لکھ کر اس کے اخیر سے ’’بخشا و اگر مستوجب عقوبتم‘‘ اس قدر عبارت کو اڑایا ہے۔ ’’مرا روز قیامت‘‘ کو ’’در روز قیامت مرا‘‘ سے تبدیل کیا ہے۔ اور اخیر کے ’’نباستم‘‘ کو ’’نگردم‘‘ بنا دیا ہے جیسا کہ اصل عبارت گلستان مطبوعہ نول کشوری سے جس کے راقم مرزا جان نے تاریخ ۱۲۹۱ ہجری نکالی ہے، حاشیہ ص ۳۷ پر مرقوم ہوئی ہے تاکہ ناظرین اصل اور نقل صاحب براہین مقابلہ کر کے اس کی تحریف کا حال مشاہدہ کریں کہ دو سطر میں دس بناوٹ کی ہیں اور یہ جو دیدم کو صحیح بیان کرتا ہے یہ بھی براہین والے کی بے سمجھی ہے کیونکہ حضرت سلطان الاولیاء محبوب پاک کی تاریخ وصال ۵۶۴ ہجری ہے اور تاریخ تصنیف گلستان ۶۵۶ ہجری ہے جس سے ثابت ہے کہ بعد وصال حضرت کے ایک سو سات برس یہ گلستان لکھی گئی اور ابھی تک شیخ سعدی علیہ الرحمہ قید حیات میں تھے اور مشہور ہے کہ پہلے چالیس سال اپنی عمر میں شیخ علیہ الرحمہ نے تحصیل علوم کر کے دوسرے

چہل سال میں سیاحت کی ہے تو پھر حرم کعبہ میں حضرت کا دیکھنا غیر صحیح نکلا۔ کما لا یخفی علی المتأمل۔

حاصل کلام حضرت غوث الاعظم کی سیادت اور عموم ولایت اور تواتر کرامات کا چرچا اس قدر ہے کہ حرمین شریفین وغیرہ بلاد اسلامیہ کے قبول سے بڑھ کر شرعاً غرباً زبان زد خلائق ہے، بے دینوں کی بکواس سے کیا ہوتا ہے۔ جب انبیا وصدیقین حاسدوں وطاعنوں سے نہ چھوٹے بلکہ خالق کل عزوجل تک زبان درازیاں پہنچ گئیں تو باقی کیا رہا۔ ونعم ما قیل .

ومن ذا الذي ينجوا من الناس سالما
وللناس قال بالظنون و قيل

صدق اللّٰه تعالی: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ .

اہل سنت کے مخالف فرقوں کے رسالوں وغیرہ کے جھوٹ و بہتان کے نمونہ کا یہ حال ہے جو اوپر تحریر ہوا ہے۔

فاللّٰهُ خيرُ حافظاً وهو ارحمُ الرَّاحمين .

رجعنا إلى جواب السائل: تعزیہ پرستی، گور پرستی، کسی سے غیب کی خبر پوچھنی، برہمن سے پوچھ کر شادی کی تاریخ مقرر کرنی سخت گناہ ہیں اور کسی سے خبر غیب پوچھ کر اس کا باور کرنا ایمان کا نقصان ہے۔

فاسق سے اقتدا مکروہ ہے کافر سے اقتدا ناروا ہے اور افعال کفر وکلمات کفر مبسوط کتابوں میں درج ہیں۔ مولانا قاری علیہ رحمۃ الباری نے شرح فقہ اکبر کے اخیر اس کی خوب تحقیق کی ہے۔ من شاء فلينظر ثمّه .

تیئیسواں سوال

دو حقیقی بہنوں کا معاً ایک مرد کے ساتھ نکاح روا ہے یا نہیں اور جو جائز جان کر ایسا نکاح کرائے اس کا کیا حکم ہے؟۔ (ص۱۲)

جواب: دو حقیقی بہنوں کا معاً ایک مرد سے نکاح بالکل ناروا ہے اور جو شخص ایسا نکاح

کرائے اور اس کو حلال جانے تو کافر ہو جاتا ہے حرام قطعی کا حلال جاننا کفر ہے۔

چوبیسواں اور پچیسواں سوال

۲۴: نکاح طلاق عیدین کی نماز جنازہ وغیرہ قاضی کے حکم سے متعلق ہیں یا نہیں؟ اگر متعلق ہیں تو کس دلیل سے؟ ص ۱۲

۲۵: نکاح اور ذبح کی اجرت یعنی وہ بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جواب: لائق فائق قاضی جو من جانب بادشاہ اسلام یا بہ تجویز اہل اسلام مقرر ہو جائے تو جو کام اس کی تفویض ہوں شرعاً اس کو ان کا اختیار رہے۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں تو بادشاہ یا اس کے ماذون کا ہونا شرط ہے جیسا کہ اپنے محل میں مذکور ہے اور فقیر نے رسالہ ردتبصرہ وانواع محمدی وغیرہما میں اس کا ذکر مدلل لکھا ہے جو بسط چاہے اس میں دیکھے۔

نکاح خوانی وغیرہ کی شرعاً کوئی اجرت مقرر نہیں البتہ وقت بے وقت جو ایسے کاموں کے انجام کے لیے کسی اہل علم کو بلایا جاتا ہے اگر وہ اس آنے جانے اور وقت کے صرف ہونے کے بدلے کچھ اُجرت لے لے تو روا ہے۔ یا اگر اہل محلّہ وشہر یا گاؤں کے مسلمان اپنی مسجد کے امام کی خدمت کے واسطے نکاح وغیرہ پر کچھ مقرر کر چھوڑیں تو ادا کرنا اس کا ایفاے معاہدہ کے رو سے لازم ہوگا۔

اور مسجد کا امام اگر صرف مسجد کی خدمت و جماعت میں ہی مصروف ہے اور کوئی دنیاوی شغل نہیں کرتا جس سے اس کی اوقات بسر ہو تو لامحالہ مسلمانوں خصوص اس کے مقتدیوں کو لازم ہوگا کہ اس کے مایحتاج اور ضروریات کا خیال رکھیں چنانچہ اسی نظر سے اب ان وقتوں میں اہل اسلام نے شادی غمی کے موقعوں پر اماموں اور دوسرے اہل علم کی خدمت مقرر کر رکھی ہے جو شرعاً مستحسن ہے۔ مگر امامانِ مسجد کو لازم ہے کہ وہ نیت خالصاً للہ رکھیں تا کہ دینی و دنیاوی دونوں فائدے حاصل ہوں ۔واللہ ہوالہادی

دراصل تو اہل علم کے حقوق بیت المال سے متعلق تھے بہ توفیق والی اہل اسلام اگر اس طرف متوجہ ہوں تو ان کی سعادت اور سبک دوشی ہے۔ واللہ ھوالہادی

ستائیسواں سوال

(۱) ------------

جواب: کچھ تو اوپر مسطور ہو چکا ہے۔ باقی یہ رہا کہ شادی پر رسومات تیل مہندی وغیرہ کا کرنا علی العموم سب مسلمانوں کے گناہ ہے تو اہل علم کو ان بُری رسموں سے بچنا بہت ہی ضروری ہے قیامت کو بھی علما کو عوام سے زیادہ پرسش ہوگی جیسا کہ شرع میں مقرر ہے اور بُرے کاموں سے سچی توبہ لازم ہے اور گناہ پر اصرار کرنا اور اس کی استخفاف کفر تک نوبت پہنچا دیتی ہے۔ عالم ہر چند خود بے عمل ہو، تاہم جب نیک کام بتائے تو اس کی اتباع کیوں نہ کی جائے۔ نیک بخت امام کے پیچھے نماز پڑھنی بہت ثواب ہے، گناہ گار کے پیچھے بھی روا ہے مگر مکروہ ہے۔ اہل سنت کا مسئلہ محققہ ہے:

و یجوز الصلوۃ خلف کل بر و فاجر.

اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت میں ہی رکھے اور دوسرے گمراہ فرقوں کی صحبت و محبت سے بچائے۔ آمین۔

المجیب بمقصد اعلاء کلمۃ اللہ وابتغاء مرضات اللہ فقیر محمد ابو عبدالرحمٰن غلام دستگیر الہاشمی الحنفی القصوری کان اللہ لہ فی ابتداء ۱۳۰۵ ہجری علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام مع العترۃ اجمعین۔

تـــــمـــــت

تصدیق علمائے اہل سنت

ان جوابات کی تحقیق باسند ہے۔

فقیر غلام محمد بگوی، امام مسجد شاہی لاہور

فقیر نور احمد، امام جامع مسجد انارکلی، لاہور

حافظ غلام مصطفیٰ خان قصوری

فقیر فضل حق، امام مسجد کلاں قصور

اِعلان

اہل اسلام کو مژدہ ہو کہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے جو براہین احمدیہ وغیرہ میں الہامات غیر مشروعہ کا دعوی کر کے علاوہ کمال تخالف شرع شریف کے دین حقہ اسلام پر مخالفین سے زبان درازی شروع کرا دی تھی اور صاحب رسالہ اشاعۃ السنۃ نے بھی اس کی تائید میں سخت مخالفت شرع اختیار کی تھی پہلے اس سے اکثر علماے عرب وعجم نے فتوی دیا تھا کہ یہ دونوں بطالت وضلالت پر ہیں اب ان دونوں کے نہایت ضلال واضلال کی تحقیق میں حرمین شریفین کے چاروں مذہب کے مفتیوں کا فتوی آ گیا ہے جو۔ ان شاء اللہ تعالی۔ عن قریب چھپ کر موجب ازدیادِ رونق اسلام وسبب ہدایت خاص وعام ہوگا۔ واللّٰہ یحق الحق ولو کرہ المبطلون ۔

العبد

حافظ عبد الخالق